عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۲ تا ۸ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ بمطابق ۵ تا ۱۱ ستمبر ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۱۵

قادیانیت کیا ہے؟

قانونِ توہینِ رسالت ﷺ
انسانی حقوق اور امریکی مداخلت

خان محمد کمتر

ایک عظیم شخصیت
ایک عظیم شاعر

جذبۂ انتقام

قیمت: ۵ روپے

حج و عمرہ کی فضیلت

حج سے گناہوں کی معافی اور نیکیوں کا باقی رہنا

س...... سنا ہے کہ حج ادا کرنے کے بعد وہ انسان جس کا حج قبول ہوجائے وہ گناہ سے پاک ہوجاتا ہے جیسے کہ پیدا ہونے کے بعد کوئی بچہ' کیا یہ بات درست ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو کیا اس شخص نے جو اب تک نیکیاں کیں وہ بھی ختم ہوجائیں گی؟

ج...... گناہوں کے معاف ہونے سے نیکیوں کا ختم ہونا کیسے سمجھ لیا گیا ہے۔ حج بہت بڑی عبادت ہے جس سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں مگر عبادت سے نیکیاں تو ضائع نہیں ہوا کرتیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ "گویا وہ آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے" یہ گناہوں سے پاک ہونے کو سمجھانے کے لئے' کہ جس طرح نومولود بچہ گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے اسی طرح "حج مبرور" کے بعد آدمی گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔

حج قبول کی پہچان؟

س...... اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم نے حج تو کرلیا ہے مگر معلوم نہیں خدا نے قبول کیا کہ نہیں۔ میں نے یہ سنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان حج کرکے واپس آئے اور واپس آنے کے بعد پھر سے برائی کی طرف مائل ہوجائے یعنی جھوٹ' چوری' غیبت دل دکھانا وغیرہ شروع کردے تو یہ ان لوگوں کی نشانی ہوتی ہے جن کی عبادت خدا نے قبول نہیں کی ہوتی۔ کیونکہ انسان جب حج کرکے آتا ہے تو خدا اس کا دل موم کی طرح نرم کرتا ہے اور سوائے نیکی کے وہ اور کوئی کام نہیں کرتا' یہ کہاں تک درست ہے؟

ج...... حج مقبول وہی ہے جس سے زندگی کی لائن بدل جائے۔ آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو اور طاعات کی پابندی کی جائے۔ حج کے بعد جس شخص کی زندگی میں خوشگوار انقلاب نہیں آتا اس کا معاملہ مشکوک ہے۔

نفل حج زیادہ ضروری ہے یا غریبوں کی استعانت

س...... حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے' دوران حج اسلامی یکجہتی اور اجتماعیت کا عظیم الشان مظاہرہ ہوتا ہے جس کی افادیت کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ مگر جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ آج کل نفل حج جائز ہے یا نہیں؟ خاص طور پر ان ممالک کے باشندوں کیلئے جہاں سے حج کیلئے جانے پر ہزارہا روپے خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ جبکہ ایک مولانا صاحب نے روزنامہ جنگ کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا کہ "کمیونزم" اور "سوشلزم" یعنی لادینیت کے حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کی روٹی کا مسئلہ حل کردیا جائے۔ پاکستان اور دیگر بہت سے مسلم ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان محض پیٹ کی مجبوری کی خاطر عیسائیت اختیار کررہے ہیں۔ پاکستان کے غریب مسلمانوں میں اگر سوشلزم سے کوئی ہمدردی ہے تو محض پیٹ کی خاطر' ورنہ یہ لوگ بھی ہماری طرح مسلمان ہیں اور ضرورت پڑنے پر اسلام کے لئے جان بھی دینے کو تیار ہیں۔ نفل حج پر خرچ کی جانے والی رقم اگر پاکستان کے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کردی جائے تو میرا خیال ہے کہ ملک سے غربت کا مسئلہ کافی حد تک حل ہوجائے گا اور اسلامی نظام کی راہ میں حائل بہت سی رکاوٹیں خودبخود ختم ہوجائیں گی۔ پچھلے سال اس سلسلہ میں میں نے دوسرے مولانا صاحب کو لکھا تھا تو انہوں نے میری تائید میں جواب دیا تھا کہ "موجودہ حالات میں نفل حج کیلئے جانا گناہ ہے' اس رقم کو ملکی یتیموں اور محتاجوں میں تقسیم کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا۔" آپ سے گزارش ہے کہ اس پر مزید وضاحت فرمائیں اور پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کو اس حقیقت سے باخبر فرمائیں تاکہ اسلامی نظام کی راہ آسان سے آسان تر ہوجائے؟

ج...... ایک مولانا کے زوردار فتویٰ اور دوسرے مولانا کی تائید و تصدیق کے بعد ہمارے لکھنے کو کیا باقی رہ جاتا ہے! اگر ناقص خیال یہ ہے کہ نفل حج کو تو حرام نہ کہا جائے البتہ زکوٰۃ ہی اگر مالداروں سے پوری طرح وصول کی جائے اور مستحقین پر اس کی تقسیم کا صحیح انتظام کردیا جائے تو غربت کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ مگر کرے کون؟

غربت کے بعد مالداری میں دوسرا حج

س...... مجھ پر حج بیت اللہ فرض نہیں تھا اور کسی نے اپنے ساتھ مجھے حج بیت اللہ کرایا' اور جب وطن واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا اور غنی ہوا' اب بتایئے کہ دوبارہ حج کے واسطے جاؤں گا تو یہ حج میرا فرضی ہوگا یا نفلی؟

ج...... پہلا حج کرنے سے فرضیت حج ساقط ہوجائے گی' دوسرا حج غنی ہونے کے بعد جو کریگا وہ حج فرض نہیں کہلائے گا بلکہ نفلی سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۵۳۱ ج۶)

○

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۱۵ ۲ تا ۸ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ بمطابق ۵ تا ۱۱ ستمبر ۱۹۹۷ء قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- کیا صحافت قادیانیت نوازی کا نام ہے؟......(مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- مرزائیت کیا ہے؟......(علامہ احسان الٰہی ظہیر) ۹
- قانون توہین رسالتؐ انسانی حقوق اور امریکی مداخلت (محمد عطاء اللہ صدیقی) ۱۳
- دربار نبویؐ کی ایک جھلک......(ملا واحدی) ۱۷
- مرزا غلام احمد قادیانی کے ۱۰ شاہکار جھوٹ......(مولانا عبداللطیف مسعود) ۲۰
- جذبہ انتقام......(حافظ خلیل احمد تونسوی) ۲۲
- فتنہ مغربیت اور نسل نو......(حافظ رضوان احمد) ۲۴
- خان محمد کنڈیؒ ایک عظیم شخصیت ایک عظیم شاعر......(محمد اشرف کھوکھر) ۲۶

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE 0171 737-8199.

ناشر: عبدالرحمن باوا
طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: ۱۰۳ مزینہ لائن کراچی

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر سالانہ خریداری کی تجدید کروائیے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائے گا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ۷۰ امریکی ڈالر
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اداریہ ....۲....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے پچاس سال اور قادیانیت کی ریشہ دوانیاں

جسٹس منیر الدین کی انکوائری کا مقصد تمام تر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو تنگ کرنا تھا۔ کوئی موقع اس نے ایسا نہیں جانے دیا جس میں وہ ان علماء کرام کو مطعون کرنے سے گریز کرتا ہو۔ اس انکوائری کو خراب کرنے کے لئے قادیانیوں نے کیا کیا حربے استعمال کئے؟ مولانا اللہ وسایا صاحب کی کتاب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

> رسوائے زمانہ منیر ایک بدفطرت' بدعمل' کمینہ اور بزدل انسان' واضح شواہدات کی روشنی میں مبینہ طور پر کہا جاتا ہے کہ مرزائی رات کو نوجوان عورتوں سے اس کے بستر گرم اور سینہ کو گرم کرنے کا سامان مہیا کرتے۔ اس کے سینہ کے پسینہ کے ہر قطرہ سے بنت عنب رواں ہوتی۔ زنا و شراب کا رسیا مخص رات کو معصیت میں رہتا مرزائیوں کی طرف سے تیار کردہ جرح اسے مہیا کی جاتی اور وہ صبح بیہودہ اور بھونڈے طریقے سے مخاطب ہوتا۔ اس شخص نے رپورٹ مرتب کی جس کے ۴۲۰ صفحات ہیں۔ رپورٹ تضادات کا مجموعہ ہے اسے مرزائیوں کے خلاف بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اس رپورٹ نے مغربی دنیا کو اسلام کے خلاف ایک ایسا ہتھیار مہیا کیا ہے جس سے وہ اسلام کی تصویر مسخ کرسکتے ہیں کیونکہ اس میں بدبخت نے لکھا ہے کہ علماء مسلمان کی تعریف نہیں کرسکتے لیکن آج اس بدفطرت کی روح سے کوئی پوچھے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل ہے ریٹائرڈ ہونے کے بعد جب اسے شراب و کباب سے فرصت ملی تو اس نے مرزائیوں کے خلاف تعظیم سے متعلق چند بیانات دیئے:
>
> ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
>
> مولانا عبدالرحیم اشعر کا واقعہ مولانا اللہ وسایا نے اس انداز میں نقل کیا ہے:
>
> ایک دن مجھے (اشعر) مولانا مظہر علی اظہر نے کاغذ لینے کے لئے بھیجا۔ میں باہر نکلا تو عدالت کے عقبی دروازہ پر کھڑی عمدہ شیورلیٹ کار میں ایک خوبرو نوجوان فیشن ایبل لڑکی آکر بیٹھ گئی اتنے میں بنو بچو کا غوغہ ہوا اور جسٹس منیر صاحب آئے اور وہ بھی اس کار میں بیٹھ کر ہوا ہوگئے۔ مولانا عبدالرحیم اشعر کہتے ہیں کہ میں نے عدالت کے اردلی سے پوچھا کہ یہ لڑکی منیر کی بیٹی ہے' وہ میری سادگی پر سرپیٹ کر رہ گیا۔ اس نے کہا' مولوی صاحب تمہارا فریق مخالف ہر روز نئی نویلی خوبصورت لڑکی کا انتظام کرکے منیر صاحب کے سینہ کی حرارت اور نفس کی شرارت کو برقرار رکھنے کا انتظام کرتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میرے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ سر چکرانے لگا کہ یا اللہ 'الامان الحفیظ'

ان ترغیبات کی بناء پر جسٹس منیر علماء کرام کو انکوائری کے دوران زیادہ تنگ کرتا اور اس کی کوشش رہتی تھی کہ کسی طرح علماء کرام کے درمیان اختلاف پیدا کیا جائے اور ایک دوسرے سے لڑایا جائے۔

ایک دفعہ جسٹس منیر نے شیعہ رہنما سید مظفر علی شمسی سے عدالت میں پوچھا کہ اگر اس ملک میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نظام حکومت قائم ہوجائے تو تمہاری پوزیشن کیا ہوگی۔ عدالت کا مقصد شیعہ سنی 'اختلافات کو اجاگر کرنا تھا' میں گھبرا گیا۔ میری پشت پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے میں نے عدالت کو ٹالنے کی کوشش کی لیکن عدالت کا اصرار بڑھتا گیا کیونکہ اس کا مقصد شرارت کرنا تھا' یہ دیکھ کر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور میری طرف تشریف لائے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپکی دی اور کہا شمسی گھبراتے کیوں ہو' آج کے دن کے لئے تو تمہیں تیار کیا تھا۔ شمسی صاحب فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کے جملے سنتے ہی میرے بدن میں بجلی کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے جسٹس منیر کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر کہا۔ پھر سوال کریں' اس نے کہا کہ اگر اس ملک میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نظام حکومت قائم ہوجائے تو تمہاری پوزیشن کیا ہوگی؟ میں نے کہا' میری وہی پوزیشن ہوگی جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تھی۔ یہ سنتے ہی عدالت کا منہ لٹک گیا۔ مرزائیوں کے چہروں پر سیاہی پھیل گئی اور میں سرخرو ہوگیا۔ عدالت نعروں سے گونج اٹھی۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی روایت کے مطابق ایک دن جسٹس منیر نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا سنا ہے کہ آپ کہتے ہیں اگر مرزا غلام احمد قادیانی میرے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرتا تو میں اسے قتل کردیتا۔ شاہ جیؒ نے برجستہ جواب دیا۔ اب کوئی کرکے دیکھ لے' اس پر عدالت میں سامعین نے نعرہ تکبیر بلند کیا' جس کے جواب میں عدالت اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی۔ جسٹس منیر اس پر بھنا گئے اور غصہ سے بولے "توہین عدالت" شاہ جی نے اس انداز میں جواب دیا۔

"توہین رسالت" اس پر جسٹس منیر نے سر جھکا لیا۔ حق کو باطل پر فتح حاصل ہوئی۔ اس طرح ایک دفعہ عدالت نے مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش سے سوال کیا کہ آپ کیوں ان کی وکالت کررہے ہیں آپ کا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے اختلاف ہے' انہوں نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے میرے سیاسی اختلافات ہیں مگر مرزائیت کے احتساب کیلئے میں ان کا پوری قوم پر احسان سمجھتا ہوں' اگر شاہ صاحبؒ مرزائیت کا احتساب نہ کرتے تو آج پورا ملک مرزائیت کی لپیٹ میں ہوتا' یہ سن کر جسٹس منیر کا منہ لٹک گیا۔ جسٹس منیر کی تمام تر کوششوں کے باوجود تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے قائدین پر تشدد اور قادیانیوں پر مظالم کے الزامات ثابت نہ ہوسکے۔ لیکن جسٹس منیر نے بددیانتی کا مظاہرہ کرکے مسلمانوں کے خلاف فیصلہ دیا' اس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک کو وقتی طور پر نقصان ہوا' لیکن دوررس نتائج کے طور پر اللہ تعالیٰ نے بعد میں کامیابیاں نصیب فرمائیں' جس کا تذکرہ بعد میں کیا جائے گا اس وقت تحریک ۵۳ء کے حوالے سے بات ہورہی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ تحریک ۵۳ میں جن لوگوں نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی ان کا عبرتناک انجام کردیا۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:

○ گورنر جنرل ملک غلام محمد تحریک کا دشمن تھا اور جسٹس منیر اس کا رشتہ دار تھا' جس کو قادیانیوں کی حمایت کیلئے انکوائری کمیشن کا سربراہ مقرر کیا' آخری عمر میں فالج زدہ ہو کر حیوانوں سے بدترین زندگی گزاری اور گورا قبرستان کے باہر دفن ہوا عیسائیوں تک نے اپنے قبرستان میں جگہ دینا گوارا نہیں کی۔

○ سکندر مرزا تحریک کے دنوں میں ڈیفنس سیکریٹری کے عہدے پر تھا' پوری طرح قوت کے ذریعے تحریک کو کچلنے کی کوشش کی' سکندر مرزا کی کوششوں سے لاہور میں جزوی مارشل لاء لگا۔ قادیانی افسروں کو تحریک کے کچلنے پر مامور کیا' خدا نے ذلیل کیا ایوان اقتدار سے دھکے دیکر نکالا گیا اور آخری عمر میں لندن کے ایک ہوٹل میں بیراگیری کرتے ہوئے جہنم رسید ہوا۔ پہلے لندن میں پھر ایران میں مٹی میں دبایا گیا۔ خمینی کے زمانہ میں انقلابیوں نے تابوت نکال کر کتے بلیوں کے حوالہ کردیا گیا۔ دولتانہ تحریک کی مماثلت کرنے کی وجہ سے بھٹو کے زمانہ میں چوہے کا لقب پانے کے باوجود اسی بھٹو کا غلام بن کر لندن کا سفیر تھا' اور آخری زندگی میں ذلت کی زندگی بسر کی اور بے نظیر کے زمانہ میں زرداری کے حکم سے مروت کے ہاتھوں بیٹی کی رسوائی کا داغ لیکر بڑھاپے میں پوری دنیا میں ذلیل و بدنام ہوا۔

○ خواجہ ناظم الدین نے مسلمانوں کے مطالبات تسلیم نہیں کئے' خدا نے اقتدار سے محروم کیا' انور علی ڈی۔ آئی۔ جی پنجاب' تحریک کو کچلنے کی کوشش کی' ایوب خان کے زمانہ میں بڑے عہدے پر ہونے کے باوجود اس کے گھر کی عزت ایوب خان کے صاحبزادہ کے ہاتھوں لٹی اور ایوب خان سے شکایت پر ایوب خان نے گیٹ آؤٹ کرکے ذلیل و خوار کیا۔

○ ڈپٹی کمشنر غلام سرور تحریک ختم نبوت میں ظلم و ستم کی وجہ سے ڈپٹی کمشنری کی حالت میں پاگل ہوا اور ڈپٹی کمشنر ہاؤس سے پاگل خانے منتقل ہوا۔ یہ تو چند واقعات ہیں' کس کس کا تذکرہ کریں' مولانا اللہ وسایا ۹۹۰ صفحات میں ان واقعات کو سمیٹ نہیں سکے تو چند صفحات میں کتنا تذکرہ کیا جاسکے گا۔ ۵۳ء کے واقعات کو حضرت لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کے اس ارشاد پر ختم کرتے ہیں۔

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری فرماتے ہیں کہ تحریک ختم نبوت ۵۳ء کے اختتام پر لاہور میں کارکنوں کا ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں لاہور' گوجرانوالہ' سیالکوٹ' فیصل آباد' شیخوپورہ' سرگودھا' میانوالی اور دیگر اضلاع سے جانثاران ختم نبوت شریک ہوئے ان میں سے اکثر نے تحریک ختم نبوت میں عدالتوں سے سزا کاٹی تھی۔ ان سے خطاب کرتے ہوئے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں اپنے یقین اور وجدان کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ جو لوگ ختم نبوت کی تحریک میں دیوانہ وار شریک ہوئے وہ سب جنتی ہیں۔ میرے سامنے جو تم بیٹھے ہوئے ہو' ایسے محسوس کرتا ہوں کہ میں اہل جنت سے خطاب کر رہا ہوں۔"

بقول محمد ارشد کمال۔

تمام اہل وطن السلام جیت گئے جنہوں نے پائی جہلت دوام جیت گئے
جناب ختم الرسلؐ کے غلام جیت گئے خود خواص ہار گئے عوام جیت گئے

بقول سیف الدین سیف۔

جو آئے تھے ختم نبوت میں کام کہوں ان شہیدوں پہ لاکھوں سلام
نبوت کے اقرار پہ گولیاں مساجد کی دیوار پہ گولیاں
محمدؐ تیرے نام پہ گولیاں صداقت کے پرچم جلائے گئے

اللہ تعالیٰ نے تحریک ختم نبوت کے مخالفین کو رسواء کیا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سربلندی حاصل ہوئی' سر ظفر اللہ وزارت خارجہ سے رخصت ہوا۔ قادیانیت کا راستہ بند ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا جو شیرازہ ختم نبوت تحریک کی وجہ سے بکھر گیا تھا' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے پابندی اٹھانے کے بعد تمام ساتھیوں کو پھر یکجا کیا اور از سر نو پورے ملک میں کام شروع کیا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ امیر' اور مولانا محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور پھر قصبہ قصبہ' گاؤں گاؤں' شہر شہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیت کے خلاف تحریک کو منظم کرنا شروع کیا۔ ۵۳ء کی تحریک کی وجہ سے تحریک کافی حد تک متعارف ہو چکی تھی ربوہ شہر اور بعض ایسے علاقے جہاں قادیانیوں کی اکثریت اور اثر و رسوخ زیادہ تھا ان علاقوں میں ان علماء کرام کیلئے جانا ممکن نہیں تھا' اس کے علاوہ تمام جگہوں پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے کام شروع کردیا۔ قادیانی اب کھلے عام کام کرنے سے کترانے لگے لیکن کلیدی عہدوں پر فائز ہونے کی وجہ سے اوپر کی سطح پر انہوں نے کام جاری رکھا۔ ربوہ شہر قادیانیوں کی سرگرمیوں کے سدباب کیلئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چنیوٹ کو مرکز بنایا سرکاری افسران سے ملاقات اور ان کو قادیانیت کے عزائم سے باخبر کرنے کیلئے علماء کرام کے وفود نے ان سے ملاقاتیں شروع کیں پاکستان سے باہر دیگر ممالک سے بھی رابطے کرکے قادیانیت کے عزائم کے خلاف فتاویٰ حاصل کئے گئے۔ صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو اس طرف متوجہ کیا گیا تاآنکہ بھٹو صاحب کے دور میں قادیانیوں نے ایک دفعہ پھر پر پرزے نکالنے شروع کئے بعض سیٹوں پر قادیانیوں کی وجہ سے بھٹو صاحب کی جماعت کامیاب ہوتی تھی اس لئے بھٹو صاحب ان کے مرہون منت تھے۔ ادھر فضائیہ کی سربراہی پر قادیانی فائز ہو گیا' آرمی کے بعض بڑے افسران بھی قادیانی بن گئے تھے اس بناء پر قادیانیوں نے بعض مقامات پر شرارتیں شروع کیں جس کی وجہ سے مسلمانوں میں عموماً" اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں میں خصوصی طور پر تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ' قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر' مولانا محمد حیات صاحب (رحمتہ اللہ علیہم) اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دیکر رخصت ہو چکے تھے۔ اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت جانشین انور شاہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کو حاصل ہوئی تھی جبکہ نظم و ضبط کی بہتری کیلئے مولانا محمد شریف جالندھری جیسی عظیم شخصیت ناظم اعلیٰ کے عہدے پر فائز تھی دیگر عہدوں پر بھی جید علماء کرام فائز تھے۔

(جاری ہے)

آخری قسط

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

کیا صحافت قادیانیت نوازی کا نام ہے؟

عقل و علم:

موصوف کے نزدیک "معمولی عقل و علم" ایسے دو نسخے ہیں کہ جس کے پاس وہ موجود ہوں' چاہے وہ ان کو استعمال کرتا ہو یا نہ کرتا ہو بہرحال یہی دو نسخے ضلالت' غلط بیانی' افترا پردازی کا حفظ ماتقدم ہیں۔ جو شخص بھی معمولی عقل و علم رکھتا ہو' یقین رکھیں کہ وہ معصوم ہو گیا۔ شیطان کی مجال نہیں کہ کوئی غلط دعویٰ اس کی زبان پر لا سکے۔

گر این ست مکتب و ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

مدیر موصوف کو معلوم ہونا چاہئے کہ معمولی عقل و علم ہی نہیں' بلکہ خاصا علم اور بھاری عقل رکھنے کے باوجود اشقیاء کے گمراہ ہونے' اور غلط دعاوی کرنے کا تماشہ دیکھا گیا ہے' معلم ملائکہ کا خطاب رکھنے والا "انا خیر منہ" کا دعویٰ زبان پر لاتا ہے اور "فاخرج منہا فانک رجیم" کا مورد بنادیا جاتا ہے۔ ایک ہزار شاگردوں کو ... والا "واضلہ اللہ علی علم" میں مبتلا دیکھا گیا ہے' پوری متعارف انسانیت میں ابوالحکم کا خطاب رکھنے والا ابوجہل کے نام سے پکارا جاتا ہے' تورات کے سفینے چاٹ جانے والوں کو کمثل الحمار فرمایا گیا۔

یہ چند مثالیں ہیں' ورنہ شواہد و نظائر جمع کئے جائیں تو ضخیم جلد تیار ہو سکتی ہے' میں تو بتلانا چاہتا ہوں کہ کس قدر غیرذمہ دارانہ فقرہ ہے جو ان جیسے فاضل کے قلم سے سرزد ہو گیا کہ "معمولی عقل و علم کا شخص دعویٰ نبوت زبان پر نہیں لاسکتا۔" موصوف نے یہ فرض کر لیا کہ معمولی عقل و علم والے کو نہ شیطان گمراہ کر سکتا ہے' نہ وہم وغلط کی آمیزش کا خطرہ اسے لاحق ہو سکتا ہے' نہ ہوا و ہوس' طمع اور لالچ' حب جاہ و مال میں مبتلا ہو کر عقل و علم کے دامن کو چھوڑ سکتا ہے' استغفراللہ' وہ اگر تلاش کریں گے' تو مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کو خدا ماننے والے' "پیران نابالغ" اور "عاقلان خام فہم" ان کو یورپ میں بکثرت مل جائیں گے۔ "دیوتا گائے اور بیل ہے" کا دعویٰ کرنے والے اور "یہ کارخانہ خودبخود چل رہا ہے" اور "ہم خود ہی پیدا ہوتے اور مرتے ہیں" کا راگ الاپنے والے کیا اسی زمین پر آباد نہیں' جو اپنی عقل و خرد' اور سائنس اور تجربے کا لوہا پوری دنیا سے منوانا چاہتے ہیں۔

موصوف جانتے ہوں گے اور جو نہیں جانتے انہیں جان لینا چاہئے کہ یہاں مطلق عقل و علم نہیں' بلکہ علم صحیح و مفید' اور عقل معاد کے ساتھ جاذبہ الٰہی' اور عنایت ربانی درکار ہے' اور یہ کہ بت احمر نادر الوجود ہے' نری حرف خوانی اور کالم نویسی کو کافی قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں۔

نبوت کے دو معنی:

موصوف نے اعجوبہ نمائی کی حد کردی' یعنی یہ لکھنے کے بعد کہ نبوت کے ایک معنی تو متبادر اور معروف ہیں' جس کا دعویٰ موصوف یقین کے بغیر لوگوں کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ "کوئی معمولی عقل و علم کا شخص نہیں کر سکتا"۔ آگے موصوف رقم طراز ہیں:

"سوا اس صورت کے کہ اس نے نبوت ہی کے کوئی مخصوص معنی متبادر و متعارف مفہوم سے الگ اپنے ذہن میں رکھ لئے ہوں' اور جس طرح فارسی' اور اردو کے بے شمار شاعروں نے شراب' کفر اسلام' صنم' بت وغیرہ کی مخصوص اصطلاحیں ان کے لغوی و شرعی دونوں مفہوموں سے بالکل الگ گھڑلی ہیں' اس نے بھی نبوت کا استعمال کسی خانہ ساز معنی میں شروع کر دیا ہو' اور جب ایسا ہے تو انسان جس طرح ان بے شمار شاعروں کے مقابلہ میں اپنے کو بے بس پاتا ہے' ایک نبی کے مقابلے میں اور بھی۔"

کاش یہ فقرہ لکھ کر موصوف نے اہل ایمان کی روح فرسائی' اور خود اپنی جگ ہنسائی کا سامان نہ کیا ہوتا' حیف ہے کہ ہم موصوف کے قلم سے نبوت کی یہ نئی تقسیم سننے کے لئے زندہ رکھ لئے گئے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں۔ معروف و متبادر' اصطلاحی اور خانہ ساز' اول کا دعویٰ ممکن نہیں' ثانی کے مقابلہ میں انسان بے بس ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

سب جانتے ہیں کہ خدا' رسول' نبی' خدائی' رسالت' نبوت' قرآن' کتاب اللہ وغیرہا شریعت کے وہ مخصوص اور مقدس الفاظ ہیں' جن کے لغوی اور شرعی معنی میں ردوبدل کی اجازت کبھی نہیں دی گئی' اور ان الفاظ کو شرعی معنی سے ہٹا کر کسی خودساختہ معنی پر اطلاق کرنے والا زندیق اور ملحد ہے' لیکن کتنی سادگی اور

بھولے بھالے انداز میں موصوف لوگوں کو اس خوش فہمی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں کہ لفظ نبوت کو اگر کوئی اپنی "خانہ ساز" معنی میں استعمال کرلے تو کیا مضائقہ ہے۔ علم عقائد و کلام کا ادنیٰ طالب علم بھی واقف ہے کہ آیات الٰہیہ کے معانی میں تغیر کرنا، نصوص شرعیہ کے مفہومات میں تبدیلی کرنا، اور شریعت کے اصطلاحی الفاظ کو خود ساختہ معنی پہنانا الحاد اور زندقہ ہے۔ خود موصوف آیت "ان الذین یلحدون" الآیہ کے حواشی تفسیریہ میں محققین سے ناقل ہیں۔........ الذین یلحدون فی ایاتنا۔ مکذبون اور منکرون سے مراد ہونا تو ظاہری ہی ہے، لیکن علما محققین نے لکھا ہے کہ:

"وعید ان باطل فرقوں پر بھی شامل ہے، جو آیات قرآنی کے معنی گھڑ گھڑ کر، اور مسخ کرکے ایسے بیان کرتے ہیں جو حدود تاویل سے بالکل خارج ہوتے ہیں، متکلمین، اصولیین اہل سنت نے یہ تصریح کردی ہے کہ ہر نص اپنے ظاہری پر محمول ہوگی، تاوقتیکہ کوئی دلیل قطعی تاویل کی مقتضی ہی نہ مل جائے، لغت، زبان، قواعد نحوی سے الگ ہوکر ایسے معنی گھڑنا، جس سے احکام شریعت ہی باطل ہوجائیں، باطنیہ اور زنادقہ کا شیوہ رہا ہے۔"

عالمگیریہ میں ہے:

"وکذالک لو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیتہ "من پیغمبرم" یرید بہ "من پیغام می برم یکفر"

(ص ۲۸۲ ج ۲)

کسی طاغی کو کب یہ اجازت دی جاسکتی ہے کہ کوئی "خانہ ساز" معنی ذہن میں رکھ کر معاذ اللہ لفظ خدا کو اپنے اوپر چسپاں کرلے، کب گوارا کیا جاسکتا ہے، کہ ایک مکان پر کوئی بدبخت کعبتہ اللہ بیت الحرام، کا لفظ اطلاق کرے (استغفراللہ) کسی ایسے کجرو کو کب برداشت کیا جاسکتا ہے جو اپنے ہذیانات پر قرآن کا اطلاق کرے۔ (معاذاللہ) کون سن سکتا ہے کہ پڑھنے والے "محمد رسول اللہ والذین معہ" کی آیت کو اپنی ذات اور اپنے رفقاء کے لئے پڑھتے جائیں۔

اگر لفظ خدا کا اطلاق غیراللہ پر، قرآن یا کلام اللہ، یا کتاب اللہ کا اطلاق غیر قرآن پر، بیت اللہ یا کعبتہ اللہ کا استعمال بیت عتیق کے علاوہ پر جائز نہیں، اور ایسا کرنے والا بے ایمان اور ملحد ہے، اگر دینی غیرت مر نہیں گئی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نبوت یا رسالت کے مقدس اور پاکیزہ لفظ کا استعمال خود ساختہ اور خانہ ساز معنی میں کس منطق کی رو سے جائز اور صحیح ہے؟ اور "انسان ایسے ملحد کے مقابلے میں کیوں بے بس ہے؟"

ابنائے زمانے کی ستم ظریفی دیکھو، آج موصوف کے طفیل شریعت کے اس "روشن" اور "بدیہی" اور بالکل "واضح مسئلہ" پر بھی قلم اٹھانا ناگزیر ہوا کہ اصطلاحات شرعیہ کو غیر محل پر حمل کرنے والا، اور انہیں اپنے خانہ ساز معنی پہنانے والا بے دین اور ملحد ہے۔

کاش موصوف سے عرض کیا جاسکتا کہ انہوں نے کمال اخلاص کے ساتھ سہی، لیکن انتہائی سادگی کے ساتھ اس چھوٹے سے فقرے کے ذریعے کتنے "بڑے الحاد" کا دروازہ کھول دیا ہے، قطعاً" نہیں سوچا کہ اس کی زد میں صرف نبوت نہیں، بلکہ خدائی بھی آتی ہے، جب خدائی اور نبوت پر ہاتھ صاف کردیا گیا، تو باقی رہ کیا جاتا ہے۔ لقد جئتم شیئا" ادا۔

نبوت یا شاعری:

پھر ستم بالائے ستم یہ کہ نبوت کا رشتہ مدیر محترم نے شاعری سے جاملایا۔ دنیا میں قیاس مع الفارق کی بدترین مثال اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے، گویا لفظ نبوت بھی تماشائیوں اور بازیگروں کی ایک اصطلاح ہے، جس طرح بے شمار اصطلاحات کے مقابلے میں کسی کا زور نہیں چلتا، وہ جو چاہیں کریں، سب ان کے مقابلے میں موصوف کے نزدیک بے بس ہیں، بس اسی طرح جو مسخرہ چاہے، لفظ نبوت یا شریعت مقدسہ کے دوسرے الفاظ کو اپنے خود ساختہ پر حمل کرے، ان کو خانہ ساز مفہوم پہنائے، اس پر کوئی گرفت نہیں، بلکہ سب اس کے مقابلے میں بے بس ہیں۔

اول تو نبوت کو شاعری یا شاعرانہ اصطلاحات پر قیاس کرنا لفظ نبوت سے ہتک آمیز سلوک ہے، پھر مدیر موصوف سے یہ سوال بھی کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام نے ان "بے شمار شاعروں" کو کب اجازت دی ہے کہ وہ ایسی اصطلاحات وضع کریں، جن میں حدود شرعیہ کو توڑا گیا ہو، احکام شرعیہ کو پامال کیا گیا ہو، الفاظ مصطلحہ شرعیہ کو مسخ کیا گیا ہو، آیات قرآنیہ میں کھلی تحریف کی گئی ہو، احادیث نبویہ کو ہدف تشنیع بنایا گیا ہو؟ یا بس ہمہ ان بے شمار شاعروں کے مقابلے میں شریعت نے بے بس ہوجانے کا حکم دیا ہو؟ کیا مدیر موصوف کوئی دلیل پیش فرمائیں گے؟۔

کس بمیداں درنمی آید سواراں راچہ شد
بے بسی یا بے حسی

پھر موصوف ان بالوں کے مقابلے میں جو لوگوں کو "انسان بے بس سہی" کا بااخلاص مشورہ دیتے ہیں، آخر ان کی مراد اس بے بسی سے کیا ہے؟ کیا موصوف یہی فرمائش کرنا چاہتے ہیں کہ زنادقہ نصوص شرعیہ کی غلط اور "جدید" تفسیریں کرتے رہیں، مگر لوگوں کی زبانیں گنگ ہوجانی چاہئیں، بے ایمانوں کا گروہ انبیا علیہم السلام کے احترام کو تہ خاک کردے، لیکن علما کے منہ بند رہنے چاہئیں، کجرووں کے غول کے غول حصار اسلام پر سنگ باری میں مصروف رہیں، مگر ضروری ہے کہ تنگ نظر مولوی اپنی زبان و قلم کو روک رکھیں، شریعت کے احکام

فسخ اور مسخ کیا جا رہا ہے' امت کو گمراہ کیا جاتا ہے' مگر لازم ہے کہ ملت کا ایک فرد بھی ٹس سے مس نہ ہو' بلکہ سب اطمینان سے "بے بس ہو رہیں" اگر انصاف اور دیانت عنقاء نہیں' حمیت و غیرت مفقود نہیں' تو عقلاء بتلائیں کہ "یہ بے حسی ہوگی یا بے بسی۔" فھل من مدکر

مدیر صاحب کو واضح رہنا چاہئے' کہ ایسا نہیں ہوگا' کبھی نہ ہوگا' بخدا ہرگز نہ ہوگا۔ اینقص فی الدین وانا حی۔ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے مقابلہ میں علمائے امت بایں معنی تو بے تک "بے بس" ہیں کہ ان ایمان باختہ وگوں پر شرعی تعزیر جاری نہیں کر سکتے کہ اس کے لئے سلطنت شرط ہے' اب یہ مزید "بے بسی" جس کا وہ پر خلوص مشورہ دیتے ہیں' یعنی یہ کہ جس طرح علما کرام ہاتھ روکنے کے لئے "بے بس" ہیں' زبان و قلم کو روک کر بھی بے بس ہو جائیں' مرزا صاحب اور ان کی ذریت پر گرفت نہ کریں' ان کے دجل و تلبیس سے نقاب کشائی نہ کریں' بلکہ ان کی طرح اس کے دعوئی نبوت میں بے جا تاویل کرکے دائرہ اسلام میں ان کے لئے گنجائش پیدا کریں' مرزا صاحب کی حوصلہ شکنی نہ کریں' بلکہ اسے بصد شوق نبی کہلانے دیں' گویا "سنگہارا کشادہ و سنگہارا بستہ" کا سماں پیدا کرلیں۔ اگر یہی بے بسی ہے جس کو وہ علمائے امت کے سر منڈھنا چاہتے ہیں' تو بصد معذرت ان کا یہ مشورہ ناعاقبت اندیشانہ اور ناقابل قبول ہے' یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ بسر و چشم اور بجان و دل قبول کر چکے ہیں "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحمل ھذا العلم من خلف عدولہ' ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین و تاویل الجاھلین۔"

بہتر ہوگا کہ مدیر محترم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ قبول کرلیں' اور مرزا صاحب جیسے غالی' باطل پرست اور نادان کی تحریف و تاویل کو صحیح قرار دینے کی بجائے اس کی نفی اور ابطال کے لئے قلم اٹھائیں' اور اگر انہیں اس سے عذر ہے' تو ان کا احسان ہوگا کہ دوسروں کو "بے بس سہی" کے مشورہ سے معذور رکھیں۔ والعذر عند کرام الناس مقبول

اللھم ارنا الحق حقا" وارزقنا اتباعہ' وارنا الباطل باطلا" وارزقنا اجتنابہ۔

○

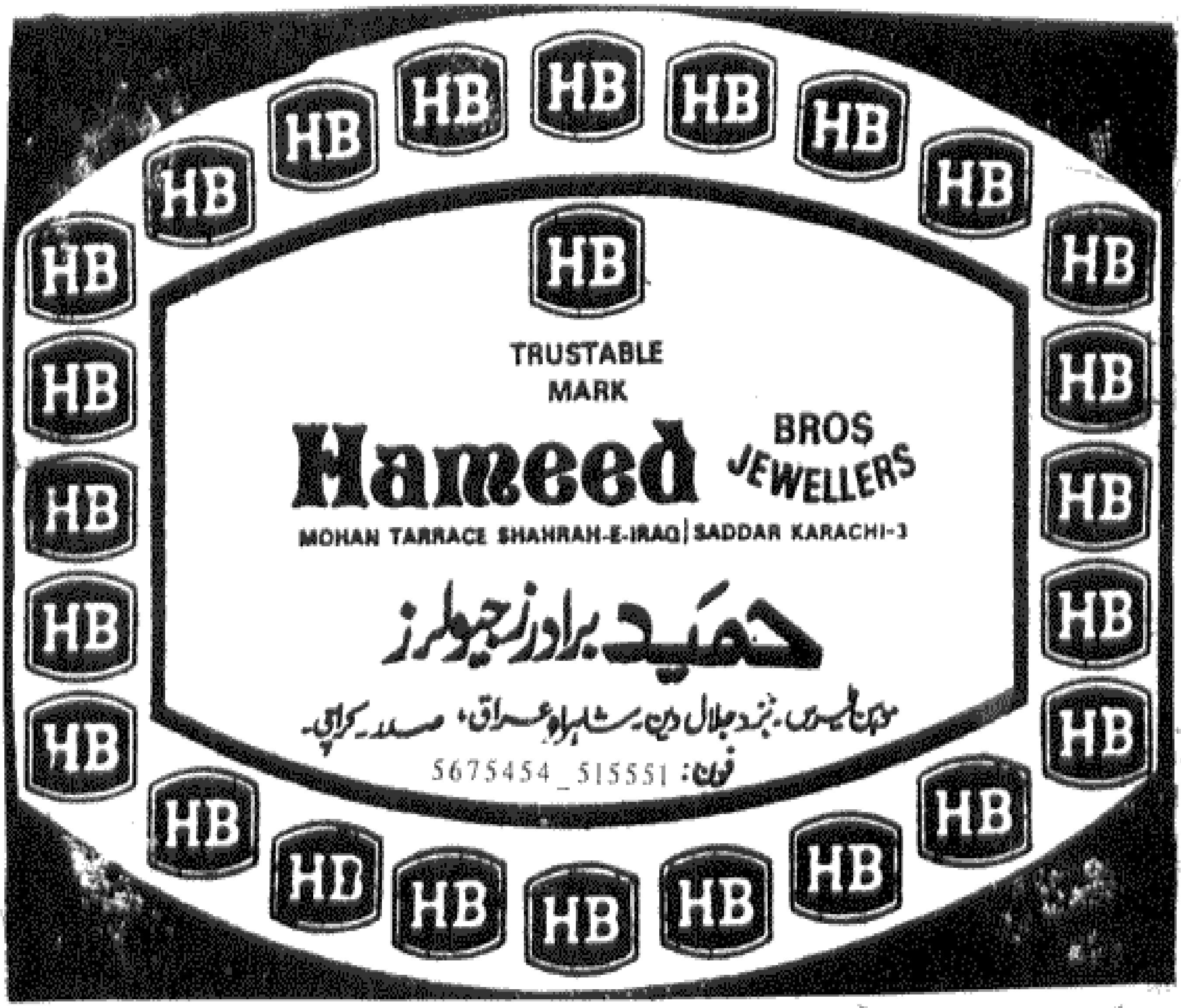

قسط نمبر1

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ
مرتبہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرزائیت کیا ہے؟

خطبہ مسنونہ کے بعد

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (۱)

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک' خالق کائنات' مالک ارض و سماء کے لئے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں اس ہستی اقدس و مقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ' مبارکہ' مطاہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمت کائنات بناکر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت کا' راہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

محمد رسول اللہ ﷺ اس کائنات میں امام ہدیٰ اور رہنمائے انسانیت بناکر بھیجے گئے۔ آپ نے اس دنیا کے بسنے والوں کو اللہ کے آخری پیغام سے آشنا کیا۔ انہیں اس بات سے آگاہ کیا کہ رب العزت دنیا میں دنیا والوں کی ہدایت کے لئے وقتاً "فوقتاً" اپنے پسندیدہ اور اپنی بارگاہ کے مقرب لوگوں کو ارسال فرماتا رہا اور ان کے ذریعے دنیا والوں کو اپنی توحید اور اپنی تعلیمات سے باخبر کرتا رہا۔ انہیں گمراہی اور ضلالت کے راستوں سے ہٹاکر ہدایت کے راستوں پر گامزن ہونے کی تلقین فرماتا رہا اور وہ انبیاء کرام' رسول اللہ انام جو اس پاک' عظیم اور اعلیٰ لقب سے ملقب ہوئے ان کے اوپر اللہ اپنی وحی اور اپنا کلام نازل فرماتا رہا تاکہ اس وحی اور اللہ کے کلام کی روشنی میں وہ لوگوں کی رہنمائی اور راہبری کا فریضہ سرانجام دیں اور لوگوں کو اللہ کی واحدانیت سے آگاہ کریں' اللہ کے احکام سے باخبر بنائیں' اللہ کے عوامل سے آشناء کریں' اللہ کی تعلیمات سے انہیں متصف کریں اور دنیا کے اندر وہ اس طریقے پر زندگی گزاریں جس طریقے پر احکم الحاکمین اور رب العالمین زندگی گزارنے کا حکم فرماتا ہے۔

یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے شروع ہوا۔ حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام اس سلسلے کے ایک انتہائی نامور اور اعلیٰ فرزند قرار پائے۔ اسی قبیلے کے ایک فرد حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام خلیل اللہ کے لقب سے متصف ہوئے اور اسی سلسلے میں رب العالمین نے حضرت اسماعیل' حضرت اسحاق' حضرت یعقوب اور حضرت یوسف اور پھر موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے سر پہ تاج نبوت و رسالت رکھا اور انہیں کلیم اللہ کے لقب سے سرفراز کیا۔ ان کے بعد داؤد و سلیمان تشریف لائے اور پھر حضرت عیسیٰ روح اللہ قرار پائے۔

آخر میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر کو وحی اور الہام کے لئے منتخب کیا گیا اور آپ کے ذریعے دنیا والوں کو کلام مجید فرقان حمید کی صورت میں اللہ کی آخری دستاویز' بنی نوع انسان کی طرف اللہ کا آخری پیغام اور ساری کائنات کی ہدایت کے لئے اللہ کی اس کتاب کو مینارہ نور کی حیثیت حاصل ہوئی۔ اللہ رب العزت نے اس کتاب کے سکھلانے کے لئے' اس کے معانی لوگوں کو سمجھانے کے لئے' اس کے مطالب سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے اور دنیا والوں کو ایک عملی نمونہ دکھانے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اس کائنات میں مبعوث کیا اور ساتھ ہی وہ تمام ادوار جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئے تھے

آپ ﷺ کے اوپر اپنی انتہا اور اپنے کمال کو پہنچے اور امام الانبیاء سید الرسل کو اس کتاب کی عطائیگی کے بعد اور اس کتاب کے معانی کے بیان کے منزلۂ پر فائز کرنے کے بعد اللہ رب العزت نے اس طرح کے انتظامات بھی فرمادیئے کہ اب اس کتاب کے بعد ہدایت طلب کرنے کی خاطر لوگوں کو کسی اور کتاب کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ اور جب لوگوں کو کسی اور کتاب کی ضرورت محسوس نہ ہو تو پھر اس صورت میں یہ کتاب بھی قیام قیامت تک اپنی اصلی اور صحیح صورت میں لوگوں کے پاس موجود رہے۔ یہ ضروری بات تھی کہ اگر اس کتاب کے بعد کوئی کتاب نہیں آنی تو اس کی حفاظت کا ایسا بندوبست ہوجائے تاکہ قیامت تک یا جب تلک دنیا میں انسان بستے ہیں اس کتاب کے اندر کوئی تبدیلی' کوئی تحریف نہ ہوسکے۔ رب العزت نے اس کا بھی اہتمام کیا ہے' فرمایا:

ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ (۲)

یہ وہ کتاب ہے جس میں شک و شبہ کو راہ پانے کی گنجائش باقی نہیں۔

لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ (۳)

یہ وہ کتاب ہے جس کے اندر کسی صورت میں بھی آمیزش اور ملاوٹ نہیں ہوسکتی۔ یہ وہ

کتاب ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون○(۴)

کہ اتارنے کا فریضہ بھی ہمارا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہماری ہے۔ جب تک دنیا موجود ہے اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ بھی ہم نے لے لیا۔ پھر اس کتاب کی حفاظت کے بعد اللہ رب العزت نے اس کتاب کے معانی اور مطالب کا بیان بھی اپنے ذمہ لے لیا۔

ان علینا جمعه وقرآنه○ فاذا قرأنه فاتبع قرآنه○ ثم ان علینا بیانه○(۵)

اے دنیا کے بسنے والوں سن لو! یہ کتاب اتاری بھی ہم نے ہے اور اس کے معنوں کو بیان بھی ہم نے کیا ہے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے اس کے معانی بیان کرنے کے لئے جو الفاظ ادا ہوتے ہیں وہ ادا تو زبان محمد (ﷺ) سے ہوتے ہیں لیکن ادا رب کے حکم سے ہوتے ہیں۔

وما ینطق عن الھوی○ان ھو الا وحی یوحی○(۶)

پھر ان سارے مطالب کو واضح طور پر بیان کرنے کے لئے ہر قسم کے ابہام اور اشکال کو رفع کرنے کے لئے اور ہر قسم کے شبہوں اور شک کو دور کرنے کے لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وما ارسلنک الا کافة للناس بشیرا ونذیرا○(۷)

(ترجمہ) اے دنیا کے لوگو! یہ بات سن لو کہ ہم نے اپنے محمد ﷺ کو کسی خاص قوم کا سربراہ بنا کر نہیں بھیجا بلکہ

ما ارسلنک الا کافة للناس

کائنات میں جتنے انسان ہیں اور قیامت تک ہوں گے ان سب کا امام ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بنایا ہے۔

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (۸)

(ترجمہ) اے میرے محبوب! دنیا والوں کو سنا دو کہ میری رسالت اور پیغمبری صرف ملک عرب یا قوم قریش کے لئے نہیں ہے۔

انی رسول اللہ الیکم جمیعا

ہر وہ شخص' ہر وہ ذی روح جس پر انسان کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اس کو محمد ﷺ کی امامت کا ماننا لازم ہے۔ ہر انسان کے لئے لازمی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی امامت و رسالت کو تسلیم کرلے۔

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

صرف اسی پر بھی بس نہیں کی' ایک ایک شبہ کو پہلے دن دور کیا' صرف یہی نہیں کہ آپ کی امامت ساری کائنات کے لئے ماننا ضروری ہے اور دنیا کا کوئی شخص آپ کی امامت کے ہوتے ہوئے امامت کا دعوی نہیں کرسکتا۔ یہی نہیں کہا بلکہ مسئلے کو اور واضح کیا' فرمایا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین○(۹)

ہم نے امامت کا سلسلہ ہی محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم کردیا ہے' اب کوئی امام آتا ہی نہیں' اب کسی نے دعوی نبوت کرنا ہی نہیں' اب کوئی رسول اس کائنات میں جلوہ گر ہونا ہی نہیں۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین○

ہم نے آپ کو بھیج کر سلسلہ نبوت ہی ختم کردیا۔ نہ نبی آئے' نہ وحی اترے' نہ جبرائیل آئے' نہ کتاب آئے' نہ شریعت آئے' نہ مذہب آئے' نہ دین آئے' نہ کسی کی امامت کا مسئلہ پیدا ہو۔ مسئلہ ختم کردیا اور اس سے بھی زیادہ واضح کیا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا○

اے کائنات کے لوگو سن لو! میں نے آج سرور کائنات کے ذریعے اپنے دین کو مکمل کردیا اور کسی کو شبہ نہ ہو کہ کونسا دین مکمل کیا؟

ورضیت لکم الاسلام دینا

میں نے دین جو مکمل کیا ہے وہ ہے جو محمد ﷺ لے کے آئے ہیں اور اس دین کا نام کیا ہے؟

ورضیت لکم الاسلام دینا

اور اس دین کا نام اسلام ہے' فرمایا

ان الدین عند اللہ الاسلام○(۱۰)

اب دین کے نام ہے' مذہب کے نام ہے' شریعت کے نام ہے' اللہ کی طرف سے فرستادہ ہونے کے ناطے سے کوئی دستور اس کائنات میں چلے گا تو صرف اسلام کا چلے گا اور کوئی نہیں چل سکتا' پھر فرمایا:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الآخرة من الخسرین○(۱۱)

اسلام کے سوا کوئی شخص کوئی دوسرا مذہب لے کے آئے گا اللہ کی بارگاہ میں اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ کوئی دوسرا مذہب نہیں چل سکتا۔

یہ ساری آیات' یہ سارے ارشادات' قرآن کریم کے اندر اللہ کے یہ سارے فرمودات اس بات کی واضح علامت اور واضح دلیل تھے کہ اب محمد رسول اللہ ﷺ کے اس کائنات میں جلوہ گر ہوجانے کے بعد کسی امام' کسی پیغمبر' کسی نبی' کسی رسول' کسی وحی' کسی الہام' کسی کتاب اور کسی دستور حیات کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

محمد رسول اللہ ﷺ آگئے اور دنیا کو ہدایت کے لئے جس جس چیز کی ضرورت تھی وہ عطا فرماگئے۔ اب کوئی چیز کی ضرورت باقی نہ

رہی۔ مکمل دین عطا کیا‘ دین بھی ناقص نہیں دیا‘ ہو سکتا ہے کہ کسی پیغمبر کو دین ایسا دیا جائے جو نامکمل ہو اور کوئی بعد میں آنے والا پیغمبر اس کو مکمل کرے۔ جب وحی نے آنا ہی نہیں تو دین اگر ناقص رہ جائے گا تو مکمل کون کرے گا؟ اس لئے ضروری ہے کہ اسے پہلے مکمل کردیا جائے تاکہ کسی اور کے آنے کی اور آکر اس دنیا میں دین کے مکمل کرنے کی ضرورت باقی

الیوم اکملت لکم

خداوند عالم نے اس دین کو مکمل کردیا ہے۔ چنانچہ ۱۴۰۰ سال سے امت کا یہ متفق عقیدہ چلا آرہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اس کائنات کے اندر کوئی نبی‘ کوئی پیغمبر‘ کوئی رسول‘ کوئی فرستادہ نہیں آسکتا ہے اور قرآن حکیم کی موجودگی کے بعد بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اور کسی کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے بیان‘ قرآن پاک کی تشریح‘ اس کی توضیح‘ اس کی تفسیر کے بعد کسی اور کے بیان کی ضرورت نہیں ہے اور اسی طرح ہدایت کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کے راستے کے سوا اور کوئی راستہ ہدایت کا راستہ نہیں کہلا سکتا۔ اگر وہ راستہ ہوگا تو ہلاکت کا ہوگا‘ بربادی کا ہوگا۔

قل ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ (۲)○

سن لو اللہ کہہ رہا ہے اے میرے محمد ﷺ لوگوں کو کہہ دیجئے ھذہ سبیلی اللہ نے جو راستہ مجھ کو بتلایا اور جو میرا راستہ ہے وہ ہی سیدھا راستہ ہے اور وہ راستہ کیا ہے؟

ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ○

یہ راستہ اللہ کی واحدانیت کا راستہ ہے جس کی طرف میں ساری کائنات کے لوگوں کو بلاتا ہوں۔ میرے پیروکار بھی میرے راستے کی طرف بلاتے ہیں۔ میرے پیروکار اور کوئی راستہ نہیں بتلاتے۔ جو اور راستہ کی طرف بلائے وہ محمد (ﷺ) کا پیروکار نہیں ہے۔

امت کا یہ متفق عقیدہ ہے اور امت میں اس عقیدے کو "نسلا" بعد "نسلا" دنیا جہاں میں منتقل کیا گیا‘ دور صحابہ سے یہ عقیدہ شروع ہوا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس عقیدے کو صحابہ کے ذہنوں میں پختہ اور راسخ کیا اور یہ راستہ اتنا پختہ ہوا کہ اگر کسی نے ذرہ برابر اس راستے سے ہٹنے کی کوشش کی صحابہ نے اس کے خلاف اپنی تلواروں کو بے نیام کرلیا۔ مسیلمہ کذاب اس راستے سے ہٹا‘ بات کو ذرا اچھی طرح سے سمجھنے کی کوشش کرو‘ آج بدبخت لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف حیلے اور بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ ایک نئی کتاب لکھی گئی۔ اس کے اندر یہ کہا گیا ہے تم ہماری صداقت اور جھوٹ کو پہچاننے کے لئے ۴۰ دن استخارہ کرو۔

استخارہ اس چیز کے بارے میں کیا جاتا ہے جس کے بارے میں شبہ ہو۔ جس بارے میں شبہ نہیں ہو اس بارے میں استخارہ بے وقوفی اور حماقت کی بات ہے اور خاص طور پر اللہ کی کتاب کے خلاف‘ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ یہ استخارہ کفر کی علامت ہے‘ حرام ہے۔ لوگوں کو بہکانے کے لئے‘ لوگوں کے سامنے باطل کو حق بنانے کے لئے ان کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ اللہ دو ہیں۔ یقین نہیں آتا تو چالیس دن استخارہ کرکے دیکھ لو۔ جس دن استخارہ کرتا ہے اس دن دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ کیا معنی ہے؟

معنی یہ ہے کہ اس کو اللہ کے وجود پر شبہ ہوگیا ہے۔ استخارہ دنیاوی معاملات کے اندر یا مشکوک مسائل کے بارے میں کیا جاتا ہے۔ جن کے بارے میں علم نہ ہو۔ یہ بات اچھی طرح سمجھیں‘ کئی سادہ لوح لوگ ہیں۔ کہتے ہیں دیکھو جی وہ تو کہتے ہیں دعا مانگ کے دیکھ لو۔ دعا اس چیز کے بارے میں مانگی جاتی ہے جو چیز موجود نہ ہو۔ اس چیز کو طلب کیا جاتا ہے جس کا مانگنا شرعا" جائز ہو۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے میں یہ بدکاری کرنا چاہتا ہوں۔ آدمی اس کو کہے تو خدا سے دعا مانگ‘ اگر تیری قسمت میں لکھی ہوگی تو خدا تجھ کو عطا کردے گا‘ یہ کفر کی بات ہے۔ اس چیز کے بارے میں دعا مانگی جاتی ہے جو جائز ہو اور جس کے بارے میں شک اور شبہ ہو۔ لیکن یقینیات کے بارے میں دعا نہیں مانگی جاتی۔ دعا مانگنے کا کیا مطلب ہے؟

ہندو مذہب جھوٹا ہے‘ اسلام سچا ہے‘ سچائی کو چھوڑ کر باطل کی دعا مانگنا سچائی کی تکذیب کے مترادف ہے۔ میں نے اس لئے یہ بات کہی ہے کہ بعض لوگ ہم کو دھوکہ دیتے ہیں‘ کہتے ہیں تم چالیس دن استخارہ کرو تمہیں بشارت مل جائے گی۔ بشارت شیطان کی مل جائے گی‘ جس چیز کے بارے میں شبہ ہو اس چیز کے بارے میں استخارہ کیا جاتا ہے۔ یقینیات کے بارے میں استخارہ نہیں کیا جاتا۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا جب ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اعلان نبوت کیا‘ صحابہ کرامؓ نے اس سے دلائل پوچھے کہ تمہاری نبوت کی دلیل کیا ہے؟ تمہاری پہچان کیا ہے؟ تمہاری علامت کیا ہے؟ تمہارا پیغام کیا ہے؟ تمہاری دعوت کیا ہے؟

کوئی بات نہیں پوچھی‘ صدیق نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا اور کہا یا محمد ﷺ کے غلام زندہ رہیں گے یا یہ جھوٹا دعوی نبوت کرنے والا زندہ رہے گا۔ لشکر کو بھیجا‘ جاؤ! اس شخص کا سر قلم کرکے لاؤ جو محمد ﷺ کے بعد دعوی نبوت کی جرات کرتا ہے۔

شبہ کی بات نہیں ہے 'کیوں؟

اس لئے کہ ان کا عقیدہ پختہ تھا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا تو پھر اس بارے میں اتنی جلدی فیصلہ کن اقدام کی ضرورت نہیں تھی۔ سوچتے دلیل طلب کرتے' دعوے کی تصدیق مانگتے' کوئی بات نہیں کی' کہا اپنی تلوار کو بے نیام کرو اور جاؤ اس کی گردن کو اڑا دو اور اللہ نے اس عظمت کے لئے منتخب کیا تو اس شخص کے بیٹے کو کیا جو ساری عمر محمد ﷺ کی مخالفت کرتا رہا ہے اور اللہ نے بتلایا کہ اللہ کون ہے؟

ان اللہ خالق الحب والنوی یخرج الحی من المیت(۳)

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جو مردوں سے زندوں کو پیدا کرتا ہے

باپ ابوجہل ساری زندگی نبی کی مخالفت کرتا رہا' سرور کائنات کے خلاف لڑتا رہا' حضور ﷺ کو دکھ پہنچاتا رہا' نبی کے خلاف سازشوں میں مشغول رہا حتی کہ معرکہ بدر کے اندر نبی کو شہید کرنے کے لئے نکلا اور اللہ کی رحمت نے اس کے بیٹے کو اپنے لئے منتخب کرلیا۔ باپ نبی کی مخالفت کرتا رہا اور بیٹا نبی کی چادر پہ ہاتھ ڈالنے والے کے خلاف اپنی تلوار کو بے نیام کرکے نکلا۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب کو جس شخص نے جہنم رسید کیا وہ اسی ابوجہل کا بیٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ تھا۔ اللہ نے رسول کے اس سب سے بڑے دشمن کے بیٹے کو رسول کی رسالت کے تحفظ کے لئے منتخب کرلیا۔ اس طرح جب اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا' جب طلیحہ اسدی نے نبوت کا دعویٰ کیا' جب ایک عورت سجاح نے نبوت کا دعویٰ کیا کوئی اس کے بارے میں سوچ و بچار کو بروئے کار نہیں لایا۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ پوچھا جائے کہ اس کی نبوت کا دعویٰ سچا بھی ہے کہ نہیں؟ یہ جو کہتا ہے وہ غلط ہے کہ صحیح ہے؟ جانے اس پر وحی آئی ہے کہ نہیں؟ یہ بندہ کس قسم کا ہے؟ اس کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

نہیں! صحابہ کرامؓ نے کسی بندے کو سنا کہ وہ محمد ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرتا ہے' اپنی تلواروں کو بے نیام کرلیا۔ کہا اس کو زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ یہ صحابہ کا عقیدہ تھا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

حاجی عبدالمنان بڑیچ انتقال کرگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

کوئٹہ (نمائندہ ختم نبوت) جمعیت علماء اسلام کوئٹہ کے بزرگ رہنماء' ختم نبوت کے مجاہد حاجی عبدالمنان بڑیچ گزشتہ دنوں انتقال کرگئے مرحوم صوم و صلوٰۃ کے انتہائی پابند اور جمعیت علماء اسلام کے سرگرم رہنماء اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے بے لوث خدمات سرانجام دینے والے مجاہد تھے۔ تمام زندگی علماء حق کے ساتھ بسر کی' متعدد مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ دینی مدارس کے ساتھ تعاون کرنے والے اور دیندار لوگوں کے انتہائی قدردان تھے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

عرصہ دراز سے صاحب فراش تھے گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ان کی دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ سینکڑوں علماء کرام اور ہزاروں افراد نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' نے ان کے صاحبزادگان سے کوئٹہ جاکر اکابرین جماعت حضرت امیر مرکزیہ' جماعتی احباب و مبلغین کی طرف سے اظہار تعزیت کیا اور ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر حضرت مولانا محمد منیر الدین' مولانا عبدالواحد خطیب جامع مسجد قندھاری' جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا قاری انوار الحق حقانی' مولانا قاری محمد حنیف' مجلس کے نائب امیر حاجی سید شاہ محمد آغا' چوہدری محمد طفیل احرار' فیاض حسن سجاد' حاجی تاج محمد فیروز' حاجی سید سیف اللہ آغا' حاجی نعمت اللہ خان' حاجی خلیل الرحمٰن' حاجی نسیم احمد خان' حاجی محمد صابر' حاجی طارق محمود بھٹی' حاجی عبدالرزاق' حاجی زاہد رفیق' قاری محمد اکبر' مولانا محمد صادق' غلام یٰسین تونسوی' سیٹھ محمد بابر اور مولانا نذیر احمد نے مرحوم کے صاحبزادگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور اس پہ اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

●●

قطعہ (عبدالحق تمنا)

ابوالحسنین یوسف علی کے حوالے سے۔

اک لفظ بھی نہ بولے حد ہے یہ بے حسی کی
چپ سادھ ہوکر بیٹھے توہین پہ نبیؐ کی
اے اقتدار والو' یہ بات یاد رکھو
دن ہیں بڑے کبھی کے راتیں بڑی کبھی کی

قسط نمبر ۱

قانون توہین رسالتؐ' انسانی حقوق اور امریکی مداخلت

۲۴ جولائی ۱۹۹۷ء کے اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی کہ امریکہ نے پاکستان پر زور دیا ہے کہ توہین رسالتؐ کا قانون ختم کردیا جائے۔ امریکی وزارت خارجہ کی ایک رپورٹ میں دنیا کے مختلف علاقوں میں جہاں عیسائی اقلیت میں ہیں، کی حالت بیان کی گئی ہے' رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں غیر مسلموں کو اپنا مذہب تبدیل کرنے کی اجازت ہے' لیکن مسلمانوں کا کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنا غیر قانونی ہے پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ ۱۹۸۶ء میں ۲۹۵-سی قانون متعارف کرایا گیا جس کے تحت توہین رسالتؐ کی سزا موت مقرر کی گئی۔ امریکہ نے بار بار پاکستان حکومت سے توہین رسالتؐ قانون منسوخ کرنے کیلئے کہا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کئی بار دیکھنے میں آیا ہے کہ غیر مسلموں سے کوئی زیادتی ہوئی تو پولیس ذمہ داروں کو سزا دینے میں ناکام رہی اس سے غیر مسلموں میں سخت مایوسی پھیلی ہے۔ (روزنامہ جنگ)

امریکی حکومت کے اس ناروا اور اشتعال انگیز مطالبے پر حکومت اور غیر حکومتی حلقوں کی جانب سے سخت رد عمل کا اظہار کیا گیا ہے۔ پاکستان کی رائے عامہ نے اسے پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت اور قومی خودداری پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ رائے عامہ کے رہنماؤں نے حکومت کو خبردار کیا ہے کہ ناموس رسالتؐ کا معاملہ مسلمانوں کے لئے بہت ہی جذباتی مسئلہ ہے۔ وہ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق اور محبت کرتے ہیں اور آپؐ کی ناموس پر حملے کو کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ صدر مملکت جناب فاروق خان لغاری نے کہا ہے کہ امریکہ سپر پاور ہے لیکن اس کی خواہش یا ہدایت پر ہم تحفظ ناموس رسالتؐ ایکٹ جیسے قوانین واپس نہیں لیں گے اور نہ ہی قومی اور ملکی مفادات کے منافی کوئی "ایکشن" لیں گے۔ وزیر اعظم میاں

محمد عطاء اللہ صدیقی

محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ امریکہ مطالبے پر غور کی ضرورت ہی نہیں۔ پاکستان کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ ہر ملک خود مختار ہے کسی دوسرے ملک کے قوانین کے بارے میں کوئی مداخلت نہیں کرسکتا۔ پاکستان کے توہین رسالتؐ کے انسداد کے قانون کے بارے میں کسی کو مداخلت کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ہمارا قانون قرآن و سنت کی روشنی میں ہے۔ ترجمان نے کہا کہ محض کسی قانون پر کسی دوسرے ملک کے تبصرے یا خاتمے کے مطالبے سے فرق نہیں پڑتا ہے' پاکستان میں توہین رسالتؐ کا قانون نافذ ہے اور اسے اس وقت تک کوئی ختم نہیں کرسکتا جب تک ۱۳ کروڑ عوام کی منتخب کردہ پارلیمنٹ نیا قانون منظور نہ کرے۔ (روزنامہ جنگ.....۲۵ جولائی)

یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ امریکہ کی طرف سے حکومت پاکستان کو قانون توہین رسالتؐ کو ختم کرنے کیلئے دباؤ ڈالا گیا ہے۔ گزشتہ کئی برسوں سے امریکہ کے علاوہ انسانی حقوق کی مغربی تنظیمیں' ایمنسٹی انٹرنیشنل و دیگر ادارے اور مغربی ذرائع ابلاغ اس قانون کو تبدیل کرانے یا بے اثر بنانے کیلئے دباؤ ڈالتے رہے ہیں۔ پاکستان مسلسل ان کے یکطرفہ جارحانہ پروپیگنڈے کا شکار رہا ہے۔ ۱۹۹۵ء میں جب رحمت مسیح اور سلامت مسیح کیس سامنے آیا تو مغرب کی طرف سے مذکورہ قانون کی مخالفت میں شدید پروپیگنڈہ کیا گیا۔ ابھی یہ مقدمہ چل ہی رہا تھا کہ جرمنی کے چانسلر ہلمٹ کوہل پاکستان کے دورے پر آئے۔ پاکستان کی سرزمین پر قدم رنجہ فرمانے کے بعد پہلا مطالبہ انہوں نے یہی کیا کہ حکومت پاکستان توہین رسالتؐ کے قانون کو ختم کرے' پاکستان میں انسانی حقوق کے نام نہاد مٹھی بھر علمبرداروں کی طرف سے بھی خاصا واویلا کیا گیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل گزشتہ کئی برسوں سے اپنی سالانہ رپورٹوں میں اس مسئلے کو مسلسل اچھال رہا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان اسباب و عوامل کا معروضی جائزہ لیا جائے جو امریکہ اور مغربی لابی کے اس پر اصرار مطالبے کا باعث بنے ہیں۔ نہایت اہم عوامل درج ذیل ہیں:

○ .... حالیہ مغربی تہذیب کا اصل سرچشمہ مجرد عقلیت اور الہامی تعلیمات کی مجنونانہ مخالفت کی بنیاد پر برپا کی جانے والی سیکولر ازم کی

تحریک ہے۔ گزشتہ پانچ سو برسوں میں مغرب کی اجتماعی نفسیات کے دھارے کچھ اس طرح تشکیل پائے ہیں کہ اس میں مذہب کی مخالفت کا فطری اور داعیہ پیدا ہو گیا ہے۔

○ .... کلیسا کو فکری محاذ پر شکست دینے کے بعد مغربی دانشور مذہبی اسکالر کو اپنا حریف سمجھتا آیا ہے۔

○ .... امریکہ و یورپ کی حد تک مغربی دانشور مذہب مخالف رویوں کا حامل نظر آتا ہے' لیکن وہ ابھی تک مغرب اور اسلام کے تعلقات کو صلیبی جنگوں کے تناظر میں ہی دیکھتا ہے۔ اپنے خود ساختہ مفروضات کی وجہ سے وہ اسلام کے بارے میں سخت خدشات کا شکار ہے۔

○ ...... اٹھارہویں اور انیسویں صدی کا مغربی دانشور فکری برتری کے گھمنڈ میں مبتلا رہا ہے۔ وہ اسلام کو مغلوب اور غلام اقوام کا مذہب قرار دیتا رہا ہے لیکن بیسویں صدی کے اختتام پر امریکہ اور یورپ میں کثیر تعداد میں اہل مغرب کی اسلام میں دلچسپی نے وہاں کے متعصب و مغرور طبقے کو سخت بوکھلاہٹ اور جھنجلاہٹ میں مبتلا کردیا ہے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی پذیرائی کو روکنے کیلئے اسلام کے خلاف جارحانہ پروپیگنڈے کا سلسلہ شروع کردیا گیا ہے۔

○ .... سوشلزم کے سیاسی زوال کے بعد مغربی اقوام نے اپنا نیا ہدف اسلام کو بنالیا ہے۔ سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن نے نیٹو کو برقرار رکھنے کے جواز کیلئے اسلامی خطرے کی نشاندہی کی تھی۔

○ ...... مسلمانوں کو اپنے فکری تشخص سے محروم کرنا اور انہیں مغرب کے سیکولر فکری دھارے میں شامل کرنا مغرب کا اہم ترین ایجنڈا ہے مغربی ذرائع ابلاغ کا مسلم ممالک تک پہنچنا اور عالمی بستی کے تصور کی تبلیغ اس ایجنڈے کے اہداف کو حاصل کرنے کی حکمت عملی کا حصہ ہے' مسلمانوں کو فکری و نظریاتی اساس سے محروم کرنے کیلئے انہیں اسلام سے متنفر کرنا ضروری ہے۔ اس کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ ان کے ذہنوں میں شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کئے جائیں۔ توہین رسالت' کے قانون کی مخالفت اسی پالیسی کی پیروی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔

○ ..... مغربی لابی کے سرمائے سے چلنے والی انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں امریکہ اور یورپی ممالک کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی پامالی کو بڑھا چڑھا کر اور خوب نمک مرچ لگا کر بیان کرتی ہیں۔ ان کی طرف سے ارسال کردہ یہ مبالغہ آمیز رپورٹیں جب امریکہ اور یورپ میں پہنچتی ہیں تو وہاں تشویش کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ انسانی حقوق کی ان تنخواہ دار تنظیموں کا وجود اس طرح مبالغہ آمیز رپورٹوں کا ہی مرہون منت ہے۔

○ ...... امریکہ اپنی سائنسی ترقی اور اقتصادی برتری کے نشے میں چور ہے' اس کی سوچ ایک ظالم استحصالی جاگیردار سے مختلف نہیں ہے جو اپنے علاقے کے چھوٹے کاشتکاروں اور مزارعوں پر رعب داب قائم کرنے کو اپنا فطری استحقاق سمجھتا ہے' امریکی "سیکولر" ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کا طرز عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ پاکستان کے عیسائیوں کے حقوق کے تحفظ کو محض اس بناء پر اپنی ذمہ داری تصور کرتے ہیں کہ وہ ان کے ہم مذہب ہیں۔ بوسنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی پر ان کا رد عمل ایک سطحی بیان بازی سے آگے نہیں جاسکا۔

امریکی وزارت خارجہ کی رپورٹ کا وہ حصہ بے حد تعجب انگیز ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں بسنے والے عیسائی باشندے پولیس کے عدم تعاون کی وجہ سے سخت مایوسی اور عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ حالانکہ جہاں تک پولیس کے رویئے سے شکایت کی بات ہے اس کا معاملہ صرف غیر مسلم اقلیتوں تک مخصوص نہیں ہے۔ پاکستان کے مسلم عوام کو بھی ان سے شدید شکایات ہیں' پاکستان کے عوام نے پولیس کی مبینہ کوتاہیوں کو نگاہ تحسین سے کبھی نہیں دیکھا۔ مندرجہ بالا "خدشات" کا اظہار "شانتی نگر" کے واقعے کے تناظر میں کیا گیا ہے حالانکہ اس واقعے کے متعلق انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان نے اپنے اپریل ۱۹۹۷ء کے "نیوزلیٹر" میں خانیوال کے ڈپٹی کمشنر جناب حبیب اطہر کے مثبت کردار کو بے حد سراہا۔ پاکستان کے وزیر اعظم جناب نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے ذاتی دلچسپی لی اور مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں مغربی لابی کے زیر اثر کام کرنے والی انسانی حقوق کی تنظیموں کا کردار مجموعی طور پر منفی طرز عمل کا آئینہ دار اور قنوطیت پر مبنی رہا ہے' "شانتی نگر" کے واقعے کی جو جذباتی اور اشتعال انگیز تصویر کشی ان تنظیموں کے نمائندوں نے کی اسے افسوسناک قرار دیا جاسکتا ہے۔ خود "شانتی نگر" کی مسیحی برادری کے ایک نوجوان جاوید نے لاہور ہائیکورٹ کے ایک جج کی سربراہی میں قائم شدہ تحقیقاتی کمیشن کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا کہ انسانی حقوق کی تنظیموں نے اپنی "کارگزاری" ڈالنے کیلئے منفی کردار ادا کیا۔ رحمت مسیح' سلامت مسیح کے مقدمے سے لیکر "شانتی نگر" کے افسوسناک واقعے تک انہوں نے صورتحال کی یکطرفہ اور متعصبانہ تصویر کشی کرکے اسے سستی شہرت اور دولت کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ انسانی حقوق کے یہ علمبردار ان واقعات کے متعلق مسخ شدہ حقائق کو فوراً "ایمنسٹی انٹرنیشنل" اور امریکہ میں انسانی حقوق کی تنظیموں کے نوٹس میں لے آتے ہیں۔ اس

جانبدارانہ تجزیہ کا انہیں معقول معاوضہ دیا جاتا ہے۔ امریکہ کی وزارت خارجہ کی رپورٹ ہو یا ایمنسٹی انٹرنیشنل کی سالانہ رپورٹ' ان کے اعداد و شمار اور بیانات کا اصل سرچشمہ وماخذ پاکستان میں انسانی حقوق کی تنظیموں کی رپورٹ ہی ہوتی ہے۔ یہ تنظیمیں پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی مبینہ پامالی کے اکادکا واقعات کو سنسنی خیز بنا کر تو پیش کرتی ہیں لیکن پاکستان میں اقلیتوں کو جو مراعات' سہولتیں اور عزت واحترام حاصل ہے اس کا ذکر کبھی نہیں کرتیں جس سے امریکہ و یورپ میں پاکستان میں اقلیتوں کی صورتحال کے متعلق صحیح معلومات نہیں پہنچ پاتیں۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کے اس منفی کردار کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان تنظیموں میں غیر مسلم (بالخصوص قادیانی) چھائے ہوئے ہیں۔ انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان کے پہلے چیئرمین' جسٹس دراب پٹیل تھے۔ جن کا تعلق پارسی اقلیت سے تھا' اور موجودہ چیئرپرسن کے شوہر مسلمہ قادیانی ہیں۔

اس بات سے انکار ممکن نہیں ہے کہ کبھی کبھار مسیحی اقلیت کو پاکستان کی مسلم اکثریت کے ہاتھوں ناانصافی کا سامنا کرنا پڑتا ہو لیکن اگر مجموعی اعتبار سے پاکستان میں مسیحی برادری سے مسلمانوں کے برتاؤ اور انہیں ملنے والی مراعات کو پیش نظر رکھا جائے تو پاکستان کو کسی بھی مہذب' ملک کے سامنے شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ فرانس اور برطانیہ اور امریکہ جیسے مہذب ممالک میں مسلم اور سیاہ فام اقلیتوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا جارہا ہے اس کے ساتھ اگر پاکستان میں مسیحی اقلیت کی حالت کا موازنہ کیا جائے تو پاکستانی مسیحی برادری کی حالت بدرجہا بہتر ہے۔ پاکستان میں مسیحی آبادی کا تناسب فرانس میں بسنے والے مسلمانوں کے تناسب سے کہیں کم ہے۔ لیکن انہیں بے حد عزت و احترام دیا جاتا ہی' اب تک امریکہ و یورپ کے کسی بھی ملک کی اعلیٰ عدالت کے جج کے منصب پر کسی بھی مسلمان کو تعینات نہیں کیا گیا۔ جسٹس اے آر کارنیلئس سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدے پر فائز رہ چکے ہیں۔ برطانیہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حالیہ انتخابات میں ایک مسلمان غلام سرور دارالعلوم کا رکن منتخب ہوا تھا' جس کی رکنیت کو ایک ماہ کے اندر اندر سازش کے ذریعے ختم کرادیا گیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی میں مسیحی برادری کو ہمیشہ مستقل نمائندگی دی جاتی رہی ہے۔ مسیحی براوری کے رہنما جے سالک وفاقی وزیر کے منصب جلیلہ پر متمکن رہ چکے ہیں۔ لاہور اور پاکستان کے دیگر شہروں میں انگریزی تعلیم کے معروف ادارے مسیحی تنظیموں کے زیر اثر کام کررہے ہیں۔ کیتھڈرل سسٹم آف اسکول' کانونٹ' سینٹ انتھونی اسکول' سینٹ میری اسکول' سب کی انتظامیہ مسیحی برادری پر مبنی ہے۔ انگریز کے دور میں قائم کئے جانے والے معروف تعلیمی ادارے ایچی سن کالج' کنیرڈ کالج فار ویمن' کوئن میری کالج ریلوے روڈ وغیرہ اپنے سابقہ ناموں کے ساتھ چل رہے ہیں۔ کنیرڈ کالج فارویمن جس میں اعلیٰ طبقے کی لڑکیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں اور جسے "فیشن لیڈر" کا درجہ حاصل ہے' ایک مسیحی خاتون ڈاکٹر میرا فیبلوس گزشتہ ۲۴ برسوں سے تسلسل کے ساتھ اس اہم تعلیمی ادارے کی پرنسپل چلی آئی ہے۔ آج سے سات آٹھ ماہ قبل کنیرڈ کالج کو جب خود مختار تعلیمی ادارے کا درجہ دیا گیا تو اس کے بورڈ آف ڈائریکٹر کا چیئرمین لاہور کے بشپ الیگزینڈر ملک کو مقرر کیا گیا۔ اس بورڈ کے ۱۵ ارکان میں سے کم از کم دس کا تعلق مسیحی برادری سے ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ پنجاب کے دیگر ۵ تعلیمی ادارے جن کو خود مختاری عطا کی گئی ہے ان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین یا تو گورنر پنجاب ہیں یا پھر وزیر تعلیم ہیں۔ پاکستان تو پھر بھی ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہے امریکہ اور یورپ کے کسی بھی ملک میں کسی معروف تعلیمی ادارے کے بورڈ کی سربراہی کسی بشپ صاحب کو نہیں سونپی جاتی۔ پاکستان میں مسیحی برادری اپنے مذہب کے مطابق آزادانہ طور پر اپنی عبادت گاہوں میں مذہبی فرائض انجام دیتی ہے کبھی ان سے تعرض نہیں کیا گیا۔ کرسمس کے موقع پر مسیحی ملازمین کو سرکاری سطح پر چھٹی دی جاتی ہے۔ کرسمس کی تقریبات میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد شامل ہوجاتی ہے۔ مسلمان گھرانوں میں لاکھوں چھوٹے درجہ کے مسیحی ملازمت کرتے ہیں' انہیں محض غیر مسلم ہونے کی وجہ سے ملازمت سے سبکدوش نہیں کیا جاتا۔

انسانی حقوق کی ڈھنڈورچیوں کی طرف سے قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کیلئے عام طور پر یہ دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

۱..... قانون توہین رسالت' انسانی حقوق کے منافی ہے۔

۲..... اس قانون کے تحت بے گناہ غیر مسلموں کے خلاف بے بنیاد مقدمات قائم کرکے ان کے ساتھ ناانصافی کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

۳..... انتہا پسند بنیاد پرست مسلمان اس قانون کا غلط استعمال کرسکتے ہیں۔

حقائق و واقعات کا معروضی جائزہ لیا جائے تو مندرجہ بالا دلائل بے حد نامعقول اور بے بنیاد نظر آتے ہیں۔

انسانی حقوق کی آڑ میں امت مسلمہ کے خلاف مذموم سازش کا جال بنا جارہا ہے۔ قانون توہین رسالت کسی بھی اعتبار سے انسانی حقوق کے منافی نہیں ہے' بلکہ یہ انسانی حقوق کی روح اور فلسفے کے عین مطابق ہے۔ اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا چارٹر جو ۳۰ دفعات پر مشتمل ہے'

اس کا آغاز ہی ان تمہیدی الفاظ سے ہوتا ہے۔

"ہر گاہ کہ نوع انسانی کے جملہ افراد کی فطری تکریم اور ان کے مساوی اور ناقابل انتقال حقوق دنیا میں آزادی' انصاف اور امن کی بنیاد ہیں۔"

اور اس چارٹر کی پہلی شق کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمایئے:

"تمام انسان آزاد اور تکریم و حقوق کے لحاظ سے برابر ہوتے ہیں۔ انہیں پیدائشی طور پر عقل اور ضمیر عطا کیا جاتا ہے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ سلوک کرنا چاہئے۔"

اگر مندرجہ بالا جملوں کے پس پشت کار فرما مقاصد کی روح کو سامنے رکھا جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ "نوع انسانی کے جملہ افراد کی تکریم" میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم کو اولین درجہ عطا کیا جانا چاہئے۔ انسانی تاریخ میں وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی انسان فضیلت' بزرگی اور عزت و منزلت میں بڑھ کر نہیں گزرا ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ انصاف پسند اور غیر متعصب غیر مسلم مورخین نے بھی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل ترین انسان قرار دیا ہے۔ ماضی قریب میں برطانوی مصنف مائیکل ہارٹ نے اپنی عالمی شہرت یافتہ تالیف *The Hundred* میں انسانی تاریخ کی سو اہم ترین ہستیوں کے احوال جمع کئے ہیں۔ اس نے ان سو شخصیات کو انسانیت پر ان کے احسانات کے حوالے سے ترتیب دے کر جگہ دی ہے۔ اس نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نمبر پر رکھا ہے۔ ایک ہندو مسٹر آر سی داس نوع انسانی پر بانی اسلام کے احسانات کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے:

"شری رام چندرجی مہاراج' بھگوان کرشن' گورونانک جی' حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سب روحانی بادشاہ ہیں لیکن میں کہتا ہوں ان میں ایک روحانی شہنشاہ بھی ہے جس کا مقدس نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ریفارمر نے آکر دنیا میں بہت کچھ کیا ہے مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا پر اس قدر احسان کئے ہیں جن کی مثال نہیں ملتی۔"

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت سپہ سالار...... مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صفحہ نمبر۳۲۵)

جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسانی کی تکریم ہے۔ اسی طرح ان کی توہین (معاذ اللہ) انسانیت کی توہین ہے۔ انسانیت کے عظیم ترین محسن کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت کے بغیر انسانی حقوق کا کوئی بھی چارٹر ایک مہمل دستاویز سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔

بقیہ : دربار نبویؐ

اچھا ہو تو کیا یہ بھی غرور ہے؟ فرمایا نہیں ان اللہ جمیل ویحب الجمال (اللہ صاحب جمال ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے) بندوں کو چاہئے کہ اپنے طور و طریق اور لباس میں سلیقے اور جمال کا لحاظ رکھیں۔"

کبھی کبھی حضور پاک ﷺ بات کو اہمیت دینے کے لئے اسے کئی بار دہراتے تھے۔

مثلاً" ایک مرتبہ فرمایا واللہ! وہ صاحب ایمان نہیں' واللہ! وہ صاحب ایمان نہیں' واللہ! وہ صاحب ایمان نہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون؟ یارسول اللہ ﷺ

فرمایا "جس کے پڑوسی کو اس کی برائیوں سے امن نہ ملا۔"

ایک مرتبہ فرمایا "دینداری اخلاص کا نام ہے' دینداری اخلاص کا نام ہے' دینداری اخلاص کا نام ہے۔"

صحابہ نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ کس کے ساتھ؟"

فرمایا "اللہ تعالیٰ کے ساتھ' اس کی کتاب کے ساتھ اس کے رسول ﷺ کے ساتھ' مسلمان سربراہوں کے ساتھ عام مسلمانوں کے ساتھ۔"

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر، ۲۳۵۸۰۳

دربارِ نبویؐ کی ایک جھلک

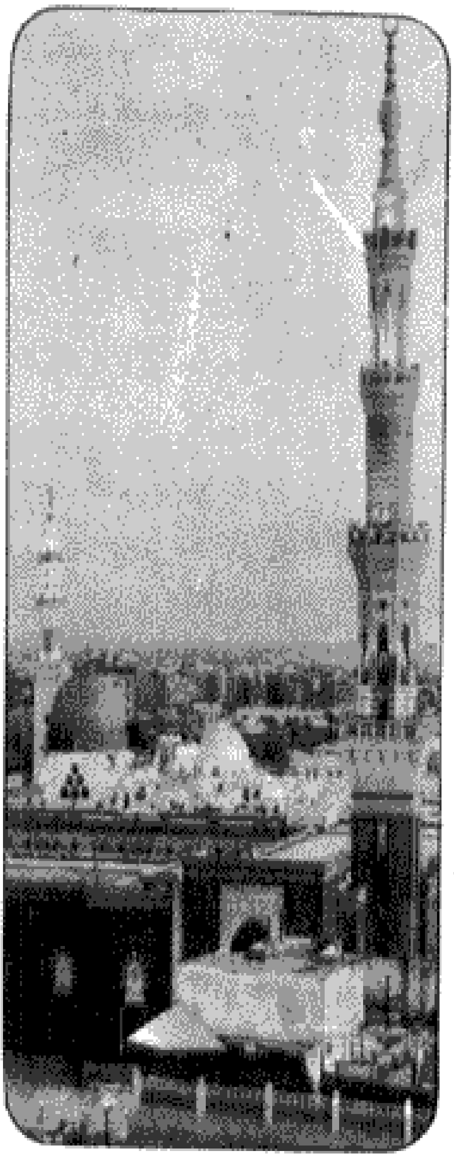

تحریر ملا واحدیؒ

مرسلہ محمد اسلم چھینہ

حضور سرکائنات ﷺ کا لمحہ لمحہ لوگوں کو فیض پہنچانے کے واسطے وقف تھا' لیکن تمام لوگ ہر وقت حاضر خدمت نہیں رہ سکتے تھے' کبھی ایک جماعت مستفیض ہوتی تھی' کبھی دوسری' اس لئے حضور پاک ﷺ نے مستقل اجلاس کا بھی اعلان کر رکھا تھا کہ جو آنا چاہیں' اس وقت آجائیں۔

یہ اجلاس بیشتر مسجد نبوی ﷺ سے منعقد کئے جاتے تھے اور ان کا وقت عموماً" پنج وقتہ نمازوں کے بعد تھا۔ خصوصاً" صبح کی نماز کے بعد' مٹی کی چھوٹی سی جبوتری تھی (چبوتری اس غرض سے بنادی گئی تھی کہ اجنبی آنے والوں کو حضور پاک ﷺ کی شناخت میں دشواری پیش نہ آئے۔ ورنہ عموماً" حضور پاک ﷺ سب کے ساتھ رلے ملے بیٹھتے تھے۔ حضور پاک ﷺ نے اپنی کوئی اور ممتاز جگہ مقرر نہیں فرمائی) جس پر حضور پاک ﷺ نشست فرماتے تھے اور چبوتری کے سامنے اور دونوں جانب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھتے تھے۔

حضور پاک ﷺ کا "دربار" بے حد سادہ تھا' حاضرین میں اگرچہ ایسے باادب حضرات ہوتے تھے کہ بغیر اجازت زبان نہیں کھولتے تھے اور ذرہ بھر حرکت نہیں کرتے تھے۔ ان کی بابت راویوں کے الفاظ یہ ہیں کہ ان کے سروں پر گویا چڑیاں بیٹھ جاتی تھیں کہ جنبش کی اور وہ اڑیں..... کان الطیر فوق روسھم مگر سادہ بندوں (بدوؤں) کی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ آتے ہی پوچھتے "محمد ﷺ کون ہیں؟ اور جب انہیں بتایا جاتا کہ وہ گورے رنگ والے جو ٹیک لگائے بیٹھے ہیں' تو کہتے اے ابن عبدالمطلب خفا مت ہونا' میں سختی سے سوال کروں گا۔" اور عجیب عجیب سوال کرتے' مثلاً" بتایئے میرے باپ کا نام کیا ہے' یا میرا اونٹ کھو گیا ہے' بتایئے کہاں ہے؟

حضور پاک ﷺ چاہتے تھے کہ سوالات صرف تزکیہ نفس کے متعلق کئے جائیں' لغو اور فضول سوالات کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ مگر لغو اور فضول سوالات کو برداشت ضرور کرلیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ نے ایسی صورت میں صرف اتنا کہا تھا:

"پوچھے جاؤ جو پوچھنا ہو' میں سب کا جواب دوں گا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے محسوس کرلیا کہ حضور پاک ﷺ کو یہ لہجہ پسند نہیں آیا۔"

آداب مجلس سے کوئی ناواقف دوران تقریر میں یا دوسرے کا جواب دینے میں سوال کرتا تھا تو حضور پاک ﷺ تقریر جاری رکھتے تھے' حضور پاک ﷺ سے ایک وقت میں ایک ہی شخص گفتگو کرسکتا تھا۔

ایک بار حضور پاک ﷺ تقریر کر رہے تھے کہ ایک بدو آیا اور آتے ہی بولا "قیامت کب آئے گی؟ حضور پاک ﷺ تقریر فرماتے رہے' تقریر سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا: قیامت کی بابت کس نے سوال کیا تھا۔"

بدو نے کہا "میں نے"

حضور پاک ﷺ نے جواب دیا "قیامت جب آئے گی جب لوگ امانت ضائع کرنے لگیں گے۔"

بدو نے پوچھا "امانت کیوں کر ضائع ہوگی؟ فرمایا جب کام نااہلوں کے ہاتھ میں پہنچ جائے گا۔"

یہی بدو حضور پاک ﷺ کے پاس بیٹھے بیٹھے تمیز سیکھ جاتے تھے۔

حضور پاک ﷺ کے "دربار" میں نام و نسب یا دولت و ثروت کی وجہ سے کسی کو امتیاز نہیں دیا جاتا تھا' کچھ ایسا برتاؤ ہوتا تھا کہ کوئی

شخص بھی یہ محسوس نہیں کرتا تھا کہ مجھے دوسروں کی نسبت کم عزت دی گئی ہے۔

اول حضور پاک ﷺ اہل حاجت کو اپنی حاجتیں پیش کرنے کا موقع بخشتے تھے' جب تک بولنے والا چپ نہ ہو جاتا تو حضور پاک ﷺ اس کی بات سنتے رہتے تھے' بعض اوقات بولنے والا بولے جاتا تو اسے برداشت فرمالیتے تھے۔

قبیلوں کے سردار آجاتے تو حضور پاک ﷺ ان کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے' حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ اکرموا کریم کل قوم ہر قوم کے معززین کی عزت کرو۔ ویسے ازراہ شفقت بیٹی (حضرت فاطمۃ الزہرا) کے لئے بھی کبھی کبھی کھڑے ہوجاتے تھے۔ اپنی انا (بی بی حلیمہؓ) کے لئے بھی اٹھ کر چادر بچھادی تھی۔ اور حضرت حلیمہؓ کے فرزند تشریف لائے تو ان کے لئے بھی کھڑے ہوگئے تھے۔ مگر اس قسم کی تعظیم و تکریم جو بادشاہوں امراء و روساء کے ہاں رائج تھی (اور آج تک رائج ہے) اس کی حضور پاک ﷺ نے شدومد سے مذمت فرمائی ہے۔ مثلاً" ایک شخص کے آنے پر حاضرین کا کھڑا ہوجانا یا ایک شخص بیٹھا ہو اور حاضرین اس کے سامنے دس بستہ کھڑے رہیں گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے قیام کررہے ہیں۔ حضور پاک ﷺ نے اس قسم کی تعظیم و تکریم کو منع فرمایا ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے تعظیماً" کھڑے رہیں' اسے اپنی جگہ جہنم میں تلاش کرنی چاہئے" باتیں پوچھنے والے کو حکم تھا کہ بیٹھ کر پوچھو' کھڑے ہوکر مت پوچھو۔

حضور پاک ﷺ حاضرین کے ساتھ بے تکلف اور شگفتہ رہ کر بیٹھتے تھے ہنسی اور ظرافت کی بات اگر ادب و آداب کے خلاف نہ ہوتی تو اسے بھی جائز رکھتے تھے اور ہنسی و ظرافت میں حصے لیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ سے کسی شخص نے خواہش کی کہ میں جنت میں کھیتی کروں گا' لیکن میں چاہتا ہوں ادھر بوؤں ادھر کاٹوں' چنانچہ دانہ ڈالتے ہی فصل تیار ہوگئی' کوئی بدو بھی حاضر خدمت تھے' وہ بولے یہ نعمت فقط مکہ مدینہ والوں کے حصے میں آئے گی۔ کیونکہ مکہ اور مدینے والے ہی اہل زراعت ہیں' ہم تو زراعت نہیں جانتے' حضور پاک ﷺ ہنسنے لگے۔"

ایک مرتبہ ایک صحابیؓ آئے اور بولے "میں تباہ ہوگیا" حضور پاک ﷺ نے پوچھا' کیوں اور کیسے؟ صحابیؓ نے عرض کیا' مجھ سے فلاں فلاں زیادتی سرزد ہوگئی' حضور پاک ﷺ نے فرمایا ایک غلام آزاد کردو کفارہ ہوجائے گا۔ صحابیؓ نے کہا "میں غریب ہوں' غلام کہاں سے لاؤں" حضور پاک ﷺ نے فرمایا اچھا' دو مہینے کے روزے رکھ لو۔ صحابیؓ نے کہا کہ یہ بھی ممکن نہیں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا' اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو' صحابیؓ نے کہا' اس کی بھی طاقت نہیں' اتفاق سے اسی وقت کھجوروں کا ڈھیر حضور پاک ﷺ کی خدمت میں کہیں سے پہنچا۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا "تو یہ ڈھیر مسکینوں میں بانٹ دو' صحابیؓ نے کہا اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو رسول ﷺ بنایا ہے۔ سارے مدینے میں مجھ سے بڑھ کر مسکین دوسرا نہیں ہے۔ حضور پاک ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا اچھا تم اپنے ہی لئے لے جاؤ۔"

ایک مرتبہ دو شخص حاضر ہوئے ایک کو چھینک آئی' اس نے الحمدللہ نہیں کہا۔ حضور پاک ﷺ نے بھی یرحمک اللہ نہیں فرمایا۔ دوسرے کو چھینک آئی تو اس نے الحمدللہ کہا اور حضور پاک ﷺ نے یرحمک اللہ فرمایا اور پہلے کے لئے یرحمک اللہ نہ فرمانا کھٹکا۔ اس نے حضور پاک ﷺ سے شکایت کی' حضور پاک ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ کو یاد رکھا' لہٰذا میں نے اسے دعا دی' تم اللہ کو بھول گئے میں نے تمہیں بھلادیا۔

ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے' مجمع زیادہ تھا' تین شخص آئے ایک کو درمیان میں ذرا سی جگہ مل گئی' وہ وہاں گھس بیٹھا' دوسرے نے کنارے پر بیٹھ جانا غنیمت سمجھا وہ کنارے پر بیٹھ گیا' تیسرا واپس چل دیا' حضور پاک ﷺ نے فرمایا ایک نے اللہ کی پناہ لی' دوسرے نے اللہ سے حیاء کی۔ اللہ بھی اس سے شرمایا۔ تیسرے نے اللہ سے منہ پھرلیا' اللہ نے بھی اس سے منہ پھرلیا۔

ان مجالس میں چونکہ خواتین شریک نہیں ہوسکتی تھیں' خواتین نے درخواست کی کہ ہمارے واسطے الگ دن مقرر کردیجئے' چنانچہ الگ دن مقرر کردیا گیا' خواتین کی مجلس میں عام مسائل شرعیہ پوچھنے کی اجازت تھی' لیکن عورتوں کے مخصوص مسائل پوچھنے کی اجازت نہ تھی' وہ مسائل ازواج مطہراتؓ انہیں بتاتی رہتی تھیں۔ مخصوص مسائل خواہ عورتوں کے متعلق ہوتے' خواہ مردوں کے متعلق کوئی سب کے سامنے' برملا دریافت کرنے لگتا تھا' تو حضور پاک ﷺ مکدر ہوجاتے تھے

عام سوالات لوگ بے دھڑک کرتے تھے اور جواب باصواب پاتے تھے۔

ایک طریقہ تعلیم کا یہ بھی تھا کہ حضور پاک ﷺ بطور امتحان خود سوال کرتے تھے اور لوگوں سے فرماتے تھے کہ جواب دو۔ اس سے لوگوں کے دماغ پر زور ڈالنے کی عادت پڑتی

تھی۔ مثلاً" ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ نے سوال کیا "اچھا بتاؤ وہ درخت کونسا ہے جس کے پتے جھڑتے نہیں اور جو مسلمانوں سے مشابہ ہے" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میرا ذہن کھجور کے درخت کی طرف گیا' لیکن میں کم سن تھا' اظہار کی جرات نہیں ہوئی۔ دوسرے حضرات اور درختوں کے نام لیتے رہے' آخر حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے' میں ہمیشہ افسوس کیا کرتا ہوں کہ میں نے اس وقت کھجور کیوں نہ کہہ دیا۔"

ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ نے پوچھا "تم لوگ جانتے ہو' مفلس کون ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا' بے زر کو مفلس کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز' روزہ' زکوۃ وغیرہ جملہ قسم کی نیکیاں لے کر تو آئے گا' لیکن اس نے کسی کو گالی بھی دی ہوگی' کسی پر تہمت بھی لگائی ہوگی' کسی کا مال بھی کھایا ہوگا' کسی کا خون بھی بہایا ہوگا' کسی کو مارا بھی ہوگا' لہٰذا اس کی نیکیوں میں سے تھوڑا تھوڑا ان کو دے دیا جائے گا جس کے ساتھ اس نے زیادتی کی ہوگی اور پھر اس کے پاس کوئی نیکی نہیں بچے گی' بلکہ اوروں کا کچھ اس کے ذمہ رہ جائے گا سو اوروں کی بدیاں اس کے نام لکھ دی جائیں گی اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"

ایک مرتبہ فرمایا "کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں اچھا کون ہے اور برا کون ہے...... فرمایا اچھا وہ ہے جس سے لوگ اچھائی کی امید رکھیں' برائی سے لوگ امن میں ہوں اور وہ برا ہے' جس سے اچھائی کی توقع نہ کی جائے اور جس کی برائی سے کوئی محفوظ یا بے خطر نہ ہو۔"

مشکل مسائل و مباحث جو عامۃ الناس کی سمجھ میں نہیں آتے' ان کو حضور پاک ﷺ نہیں چھیڑنے دیتے تھے' ایک مرتبہ صحابہؓ تقدیر پر بحث کر رہے تھے کہ تقدیر کیا شئے ہے؟ حضور پاک ﷺ کے کانوں میں آواز پہنچی تو حضور پاک ﷺ حجرے سے باہر نکل آئے اور بڑے غصے سے فرمایا "تمہیں اللہ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ آپس میں قرآن کو ٹکراؤ پچھلی امتیں ایسی ہی باتوں سے برباد ہوتی رہتی تھیں۔"

دوسرے موقع پر حضور پاک ﷺ نے تقدیر کی گرہ باتوں باتوں میں کھول دی کسی میت کے ساتھ حضور پاک ﷺ قبرستان تشریف لے گئے تھے' وہاں حضور پاک ﷺ نے فرمایا "کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کا جنتی یا دوزخی ہونا لکھا نہ جاچکا ہو۔" ایک صاحب نے کہا: تو پھر عمل کس توقع پر کیا جائے' ہم تقدیر پر توکل کرکے عمل کیوں نہ چھوڑ دیں؟"

حضور پاک ﷺ نے فرمایا "توکل قوت عمل کو معطل کردینے کا نام نہیں ہے' اعمال ہی تقدیر ہیں اللہ جسے اعمال کی توفیق بخشتا ہے وہی اس کا نوشتہ تقدیر ہے۔ جو جنتی ہوگا وہ جنتیوں کے عمل ضرور کرے گا اور جس کی تقدیر میں دوزخ لکھی ہے' وہ دوزخیوں کے عمل کرے گا۔"

مشکل بحث و مباحثہ کے علاوہ حضور پاک ﷺ عام بحثیں صحابہ کرامؓ کو کرنے دیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ بعض صحابیؓ قرآن خوانی اور ذکر و شغل میں مشغول ہیں اور بعض علمی باتیں کر رہے ہیں' حضور پاک ﷺ نے فرمایا دونوں جماعتوں کا عمل ٹھیک ہے لیکن مجھے اللہ نے معلم بنا کر بھیجا ہے انما بعثت معلما اور حضور پاک ﷺ علمی باتیں کرنے والی جماعت میں بیٹھ گئے۔

حضور پاک ﷺ کی مجالس کتنی باثر ہوتی تھیں' اس کا اندازہ مندرجہ ذیل دو روایتوں سے کیجئے:

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ جب تک ہم آپ ﷺ کی خدمت میں رہتے ہیں' دنیا ہماری نظر میں ہیچ ہو جاتی ہے' لیکن بال بچوں میں جاکر حالت پھر بدل جاتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا "ایک سا حال رہتا تو فرشتے تمہاری زیارت کو آتے۔"

ایک مرتبہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے "یارسول اللہ ﷺ میں منافق تو نہیں ہوگیا؟ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوتا ہوں تو جنت اور دوزخ دکھائی دینے لگتی ہے مگر گھر پہنچ کر جنت اور دوزخ کو بھول جاتا ہوں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا "اگر ہر وقت وہی حالت رہتی تو فرشتے تم سے مصافحہ کرتے۔"

ایک مرتبہ ایک امیر خاتون چوری کے جرم میں پکڑی ہوئی آئیں' بعض صحابہؓ نے ان کی سفارش کی' حضور پاک ﷺ نے فرمایا "تم سے پہلے کی قومیں اسی لئے تباہ ہوجایا کرتی تھیں کہ معمولی لوگ قصور کرتے تھے' تو انہیں سزا ملتی اور بڑے لوگ قصور کرتے تھے تو حکم ٹال دیتے تھے۔"

ایک مرتبہ ایک بدو نے مسجد کا صحن خراب کردیا۔ صحابہؓ نے اظہار ناراضگی کیا تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا "تم سختی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے' تمہارا کام نرمی ہے' اس کے بعد حضور پاک ﷺ نے بدو کو بلا کر سمجھایا اور صحابہؓ کو حکم دیا کہ صحن مسجد صاف پاک کردو۔"

ایک مرتبہ کسی صحابیؓ نے پوچھا "یارسول اللہ ﷺ کوئی اگر یہ کوشش کرے کہ اس کے کپڑے اچھے اور سلیقے کے ہوں اس کا جوتا

باقی صفحہ ۲۱ پر

قسط نمبر۳

مرزا غلام احمد قادیانی کے ۶۰ شاہکار جھوٹ

جھوٹ نمبر۳۱۔ امام بخاری رحمتہ علیہ نے توجہ دلائی ہے کہ کم از کم سات ہزار مرتبہ توفی کا لفظ آنحضرت ﷺ کے منہ سے بعثت کے بعد آخیر عمر تک نکلا ہے اور ہر جگہ اس کا معنی قبض روح اور موت ہی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۸۸۸)

فائدہ : امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ نقطہ بیان فرمایا ہے اور نہ اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کوئی ثبوت نہیں مل سکتا ورنہ کوئی بھی قادیانی ناؤث کوشش کرکے اتنی گنتی پوری کرکے منہ مانگا انعام حاصل کرلے۔

جھوٹ نمبر۳۲۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سب سے بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ ٹھہرایا ہے اور اس کے لئے وعید کے طور پر یہ پیشگوئی ہے کہ قریب ہے کہ آسمان و زمین پھٹ جاویں اور اسی زمانہ کی نسبت طاعون اور زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیشگوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں جب کہ آسمان و زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہوں گے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہوں گے۔ (ضمیمہ حقیقت الوحی ج ۱۳ خزائن ص ۴۹۸۔۴۹۹ ج ۲۲)

فائدہ : یہ قادیانی چنڈو خانے کی بے مثال گپ ہے۔ قرآن مجید میں بزمانہ مسیح طاعون و زلزلہ وغیرہ کی کہیں بھی پیشگوئی اجمالاً" یا صراحتاً" مذکور نہیں۔

جھوٹ نمبر۳۳۔ قادیانی کذاب لکھتا ہے کہ (مکی دور کے متعلق) انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا' اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسانی کے فخران شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے..... اور ان کے خونوں سے کوچے سرخ ہوگئے پر انہوں نے دم نہ مارا وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۳۲۲ ج ۳)

فائدہ : ملاحظہ فرمایئے جناب قادیانی کتنی جہالت کا مظاہرہ کررہا ہے۔ اگرچہ مکہ مکرمہ میں اہل اسلام کو بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر یہ مذکورہ مناظرہ پیش نہیں آئے۔ ان کو جسمانی تشدد سے تو سابقہ پڑا مگر یہ نقشہ محض قادیانی شاخسانہ ہے یہ کذاب بلاضرورت کذب بیانی اور بے اصل لاف وگزاف سے بھی پرہیز نہیں کرسکتا۔

مولانا عبداللطیف مسعود...... ڈسکہ

جھوٹ نمبر۳۴۔ مرزا صاحب آیت اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا الحج کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے گئے اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سن لی اور ان کو مقابلہ کی اجازت دے دی...... مگر یہ حکم مختص بالزمان والوقت تھا ہمیشہ کے لئے نہ تھا بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا جب کہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے لیکن افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جڑ آیت کریمہ مذکورہ لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا اور عجیب اتفاق ہے کہ عیسائیوں کو تو خالق کے حقوق کی نسبت غلطیاں پڑیں اور مسلمانوں کو مخلوق کے حقوق کی نسبت یعنی عیسائی دین میں تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر اس قادر و قیوم کی حق تلفی کی گئی...... اور مسلمانوں نے انسانوں پر ناحق تلوار چلانے سے بنی کی نوع حق تلفی کی اور اس کا نام جہاد رکھا"۔
(مجموعہ اشتہارات ص ۲۲۳ ج ۳ طبع ربوہ)

فائدہ : ملاحظہ فرمایئے قادیانی دجال کیسی الٹی چال چل رہا ہے مسئلہ جہاد پر جو کہ اسلام کی عظمت اور امن عالم کا ضامن ہے کیسا کیچڑ اچھال کر اسے عیسائیوں کے قبیح ترین مسئلہ ابن اللہ کے ساتھ جوڑ رہا ہے۔ جس سے قرآن و حدیث اور امت مسلمہ کی شدید ترین توہین و تحقیر ہورہی ہے۔ مگر اس دجال کو تو صرف انگلش '' ایجنٹی کی دھن سوار ہے۔ اللہ کریم ہر مسلمانوں کو ایسے شاطر دجالوں سے محفوظ فرمائے۔ اگر یہی بات ہے؟ تو اس کا کیا مطلب کہ مسیح جہاد کو منسوخ کردے گا۔

جھوٹ نمبر۳۵۔ جناب قادیانی لکھتے ہیں کہ:

چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ آج کے بعد مردہ پرستی (مسیح پرستی) روز بروز کم ہوگی یہاں تک کہ نابود ہوجائے۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۳۰۷ ج ۲) طبع ربوہ۔

فائدہ : یہ پیشگوئی بھی اسی طرح کی ایک جھگو کی بڑ ہے جس طرح مرزا صاحب کی مکہ و مدینہ کے درمیان ریل جاری ہونے اور خود اس کے وہاں

مرنے کی پیشگوئی ہے۔

جھوٹ نمبر۳۶۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

ایک دفعہ میں نے مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب کی فرمائش پر ایک الہام سنایا کہ بکرو ثیب۔ یعنی ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔ مطلب یہ کہ خداتعالیٰ میرے نکاح میں دو عورتیں لاوے گا ایک باکرہ دوسری بیوہ تو باکرہ تو آچکی ہے (نصرت جہاں بیگم) دوسری کا انتظار ہے۔ (تریاق القلوب ص ۳۴ خزائن ص ۲۰۱ ج ۱۰ حاشیہ نیز تریاق ص ۷۰ خزائن ص ۲۸۷ ج ۱۵ ایسے ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۴)

فائدہ : یہ محض گپ ثابت ہوئی نصرت کے بعد مرزا کے نکاح میں کوئی بیوہ عورت تو کیا کوئی مردہ عورت بھی نہیں آئی ہے کوئی قادیانی تاؤٹ جو نصرت کے بعد مرزا کے نکاح میں آنے والی بیوہ کی نشاندھی کرکے منہ مانگا انعام حاصل کرے ورنہ قادیانیت پر صرف تین حرف بھیج کر سیدھا دائرہ اسلام میں آجائے۔

جھوٹ نمبر ۳۷۔ مرزا صاحب اپنی مدت دعوت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"سواس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوئی ہے جن میں دس برس کامل گزر گئے"۔ (نشان آسمانی ص ۱۵ طبع لاہور سلسلہ تصنیفات احمدیہ ص ۱۷۷ ج ۴)

فائدہ : یہ کتاب ۱۸۹۲ء کی طبع شدہ ہے تو اس حساب سے مرزا صاحب کی دعوت ۱۹۲۲ء تک جانا چاہئے تھی مگر آنجناب ۱۹۰۸ء یعنی ۱۴ سال قبل از میعاد ہی جہنم واصل ہوگئے تو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا الہام باقاعدہ خود بھی جھوٹا نکلا۔ ویسے مرزا صاحب کا سارا تانا بانا ہی محض مکرو فریب تھا۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب نے باقاعدہ بیعت ۱۸۸۹ء سے شروع کی تھی تو اس حساب سے ان کی دعوت ۱۹۲۹ء تک جانا چاہئے تھی لیکن بقضائے الٰہی سرکار انگلیشیہ کے لاڈلے ۲۱ سال قبل ہی جبری ریٹائرمنٹ کا شکار ہوگئے اپنے کذب افتراء پر مہر لگاگئے گویا کہ منزل مقصود پر پہنچنے سے قبل راستے ہی میں دم توڑ گئے۔

جھوٹ نمبر۳۸۔ یہ اشارہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ جو کنزالعمال میں ہے یعنی یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے نجات پاکر ایک سرو ملک کی طرف بھاگ گئے تھے یعنی کشمیر جس کے شہر سرینگر میں ان کی قبر موجود ہے۔ (اشتہار واجب الاظہار ملحق بہ تریاق القلوب ص ۱۰ خزائن ص ۵۴۰ ج ۱۵)

فائدہ : دنیا جہاں میں کوئی ایسی کتاب حدیث نہیں جس میں صلیب سے بھاگ کر کشمیر میں جانے کا تذکرہ ہو یہ تو محض قادیان کے چنڈو خانے کی ایک حیرت انگیز گپ ہے۔ دیکھئے قادیانی کی بیباکی کہ خود ہی لفظ یعنی کا ٹو یکہ لگاکر کشمیر کے سرینگر میں مسیح کی قبر تیار کردی۔ **الا لعنة اللّٰہ علی الکاذبین**

جھوٹ نمبر۳۹۔ مرزا صاحب جھوٹ کی پریکٹس کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ملہمین کو بھی اپنے الہام کے معنی خود اجتہادی طور پر کرنے پڑتے ہیں ایسا ہی ایک اور الہام متشابہات میں سے ہے جو ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا اور وہ یہ ہے کہ قیصرہ ہند کی طرف سے شکریہ اور یہ ایسا لفظ ہے جو حیرت میں ڈالتا ہے کہ میں تو ایک گوشہ نشین اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری۔ اور قبل از وقت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں میرا شکریہ کیسا؟ دیکھئے ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار ملحق بہ"۔ (تریاق القلوب ص ۲ خزائن ص ۵۰۳۔۵۰۴ ج ۱۵)

فائدہ : ملاحظہ فرمایئے جناب قادیانی کی عیاری اور مکاری! کیسے انجان بن رہے ہیں کہ مجھ جیسے غیر معروف انسان کا شکریہ کیسا؟ حالانکہ دیگر اپنے رسائل میں بار بار مضطرب و بے قرار ہو رہے ہیں کہ ملکہ معظمہ سے میری بے پناہ خدمات کے مقابلہ میں سادہ سا شکریہ کا اظہار بھی نہ ہوسکا۔ اور اسی دھن میں شکریہ کا کھیلا لگا تو غیر معروف اور مردہ بن رہے ہیں۔

باقی رہی گمنامی کی بات تو یہ بھی محض گپ ہے آپ جناب نے تو ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین کے حوالہ سے سارے جہاں میں اودھم مچایا ہوا تھا جس سے آپ کی شہرت آسمان تک پہنچ چکی تھی پھر دعویٰ مجددیت و محدثیت پھر ۱۸۸۹ء میں سلسلہ بیعت کا افتتاح ۱۸۹۱ء میں دعویٰ مسیحیت کی بناء پر آپ شہر شہر اور قریہ قریہ ابلیس کی طرح مشہور ہوچکے تھے غیر معروف اور مردہ کیسے؟

نیز ۹۳ء میں آتھم کے مقابلہ میں مناظرہ کرکے آپ بام شہرت پر پہنچ چکے تھے نیز اس وقت آپ اسی کتاب کے حوالہ سے انگریز کی حمایت میں

باقی صفحہ ۲۷ پر

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف ۔ ۹۱ ۔ صرافہ
میٹھادر کراچی فون۔۲۰۳ ۷۵۵۷ —

حافظ خلیل احمد تونسوی......فیصل آباد

جذبۂ انتقام

انسان کی فطرت ہی عجیب ہے اگر اس کے ساتھ کوئی نیکی کرے تو اس کے معاوضہ کے لئے سالہا سال بھی تیار نہیں ہوتا' لیکن اگر اس کے ساتھ برائی کی جائے تو جلد از جلد انتقام لینا چاہتا ہے' بدی کے مکافات کا جذبہ اس کے دل میں بہت جلد پیدا ہوتا ہے اور بری طرح پیدا ہوتا ہے' انتقام کا جن اس کو حواس باختہ کردیتا ہے آسمانی فرشتے **واعفوا واصفحوا** کی صدا بلند کرتے ہیں اور **والکاظمین الغیظ** کے نعرے لگاتے ہیں۔ لیکن اسے کچھ سنائی نہیں دیتا۔ بارگاہ خداوندی کا آئین اور قانون ہے کہ بدی کی سزا بدی کے بقدر اور نیکی کی جزاء دس گنادی جاتی ہے لیکن انسانی فطرت کا قانون اس کے برعکس ہے ایک انسان اگر نیکی کا بدلہ دیتا ہے تو نیکی کے بقدر لیکن بدی کا بدلہ وہ دس گنا لینا چاہتا ہے۔ پس اگر کوئی اسے "تم" کہتا ہے تو وہ اسے "تو" کہتا ہے اور جو اسے تو کہتا ہے تو وہ اس کا جواب گالی سے دیتا ہے پھر اس کا جواب زبان کے بجائے ہاتھ سے دینا چاہتا ہے۔

یہ بات مسلم ہے کہ جو شخص انتقام کے درپے رہتا ہے وہ اپنے زخموں کو ہرا رکھتا ہے اگر وہ انتقام کے درپے نہ رہتا تو یہ زخم خود بخود اچھے ہوجاتے۔ بہترین انتقام یہ ہے کہ تم اپنے دشمن کے ساتھ نرمی اور شیریں کلامی کے ساتھ ان کی ہڈیاں توڑدو اور ان کے سرپہ کوئلے جلاکر ان کی روح کو مجروح کرو اور ان کی خطائیں معاف کرکے اپنی روحانی خوشیوں کی پرورش کرو۔ انتقام استفائے روح ہے کہ اس سلسلہ میں ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس سے خود ہم ہی کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہے۔ جو شخص انتقام لیتا ہے وہ برائی کرنے والے سے زیادہ برا ہوتا ہے اسی جذبہ انتقام کی بدولت سلطنتیں تباہ ہوجاتی ہیں۔ خاندان برباد ہوجاتے ہیں' زندگی کے تمام پروگرام زیروزبر ہوجاتے ہیں لہٰذا انسان کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ دل و دماغ سے انتقام اور کینے کے کمینے خیالات نکال کر پھینک دے' انتقام لینا ایک پہلی شیطانی حرکت ہے جو شیطان نے آدمؑ سے کی' انسان سے شیطان کے کام کرانے والا "انتقام" سے زیادہ اور کوئی کام نہیں۔

آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ انتقام کا جذبہ کیونکر پیدا ہوتا ہے؟ صرف ذاتی مفاد کی مخالفت پر یہ جذبہ ابھرتا ہے' خواہ یہ مفاد مال سے تعلق رکھتا ہو' خواہ آبرو سے' خواہ جان سے مثلاً" کوئی شخص کسی کو مالی نقصان پہنچائے یا اس کی توہین کرے یا اس کے جسمانی آزار کا باعث بنے تو وہ فوراً" انتقام کیلئے آمادہ ہوجائے گا۔ جب انتقام کی آگ بھڑکتی ہے اور کوئی شخص بدلہ لینے کیلئے آمادہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے وہ اپنی قوتوں کا جائزہ لیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کے اندر کونسی ایسی طاقت موجود ہے جسے وہ اپنے حریف کے خلاف کامیابی سے استعمال کرسکتا ہے پس انسان میں جو خاص طاقت ہوتی ہے وہ اسے استعمال کرکے اپنے حریف کو نقصان پہنچاتا اور انتقام کے جذبے کو تسکین دیتا ہے۔ چنانچہ ایک تنومند اور طاقتور انسان جب کسی سے انتقام لینا چاہتا ہے تو اس کی رگوں میں خون کھولنے لگتا ہے' اس کے بدن کو جنبش ہوتی ہے اور وہ اپنے حریف کو زدوکوب کی دھمکی دیتا ہے یا بالکل مغلوب الغضب ہوکر اسے جسمانی آزار پہنچاتا ہے اور اس طرح اپنے دل کا بخار نکالتا ہے۔ جب کسی شخص کی جسمانی طاقت نہیں ہوتی تو وہ اپنے دوسری قوتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے مثلاً" اگر وہ اور قانونی نکات سے واقف ہے تو وہ اپنے حریف کو کسی آفت ناگہانی میں مبتلا کردیتا ہے اور

اسے بدنام و رسوا کرتا ہے اور اس کی عزت اور شہرت کو خاک میں ملادینے کی تدبیریں سوچتا ہے اگر کوئی شخص دولت یا حکومت رکھتا ہے تو حریف کو طرح طرح کے جانی اور مالی نقصان پہنچاتا ہے' روپے میں بڑی طاقت ہے تو اس کے ذریعہ سے ناخدا ترس دشمنوں اور قاتلوں کو مول لیا جاتا ہے اور پھر انہیں مخالفین کی ایذا رسانی پر مامور کیا جاتا ہے جب ایک شخص کسی اور طریقہ سے انتقام نہیں لے سکتا تو وہ روپے خرچ کرکے اس طرح اپنے دشمن کو زیر کرتا ہے ارباب حکومت اگر کسی سے بدلہ لیتے ہیں تو حوالات و جیل کے دروازے اس کیلئے کھول دیتے ہیں یا جرمانے وغیرہ کے ذریعہ سے اسے مالی نقصان پہنچاتے ہیں' ایک وکیل کسی سے بدلہ لیتا ہے تو اس کے خلاف ایک مقدمہ کھڑا کردیتا ہے اور قانون کی مدد سے اسے الزام کنندہ ٹھہرا کر سزا دلواتا ہے' ایک شاعر کسی سے انتقام لیتا ہے تو اس کی دماغی قوتیں فوراً" پیدا ہوجاتی ہیں اور وہ ایک ایک کرکے اپنے حریف کو منظوم گالیاں دے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کرلیتا ہے۔ ایک اخبار نویس کسی سے بگڑتا ہے تو اپنے اخبار کے صفحات اس کے سامنے آجاتے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ جس کے دامن شہرت کو چاہے داغدار کرسکتا ہے

انشاپردازی کی مشق کو ایک بڑی طاقت سے تعبیر کرتا ہے اور غرور اس کے کان میں کہتا ہے کہ تمہارا قلم اصفہان کی تلواروں اور جرمنی کی توپوں سے کم قوت نہیں رکھتا' آقا کسی نوکر سے بدلہ لیتا ہے تو معمولی حالت میں اسے وہ زدو کوب کرتا ہے اور زیادہ جوش کی حالت میں وہ اس کے علاوہ نقصان بھی پہنچاتا ہے یعنی نوکری سے برخواست کردینے سے اس کے جذبہ انتقام کو تسکین نہیں ہوتی بلکہ اسے معطل کرکے جیل بھجوانے کی بھی کوشش کرتا ہے۔

بہرحال انتقام کا جذبہ بہت خوفناک ہے اور دنیا میں ہر طرف اس کی آگ مشتعل نظر آتی ہے انسان اپنے مفاد کے خلاف کسی کو دیکھنا ہی نہیں چاہتا' ایک فقیر سے لے کر ایک امیر بلکہ ایک بادشاہ تک میں انتقام کا جذبہ موجود ہے رشتہ دار' رشتہ دار سے اور دوست' دوست سے اس بدی کا انتقام لینے کیلئے آمادہ ہے جب انتقام لینے کی طاقت موجود ہے تو وہ اپنے حریف کے خلاف اس طاقت کو استعمال کرتا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے ستانے والوں سے انتقام لینے کیلئے کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتے نہ ان کے پاس زور بازو ہے نہ دولت و حکومت ہے نہ ان کے منہ میں زبان ہے اور نہ ہاتھ میں قلم ہے ایسے بے کسوں کا جب دل دکھتا ہے اور کوئی ان کے ساتھ بدی کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہیں' ان کے منہ سے ایک آہ نکلتی ہے یہ وہی آہ ہوتی ہے جس کے متعلق حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید
چوب خدا صدا ندارد
وقت یکہ زند دو ندا رد

یہ انتقام بہت سخت ہوتا ہے اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کرسکتی' یہ آہیں بھی بجلیاں بن کر اہل ظلم کے خرمن حیات پر گرتی ہیں اور کبھی سیلاب بن کر زندگی کی تعمیر کو غارت کرتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انتقام کا کام قدرت الٰہی اپنے ذمہ لے لیتی ہے لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان صبر و ضبط کے ساتھ اپنے معاملات عدالت خداوندی کے سپرد کردے اور سچے دل سے کہے کہ میں اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں خدا بندوں سے خوب آگاہ ہے۔ اگر لوگوں کو صبر کی عادت پڑجائے تو انسانی زندگی ہزارہا تلخیوں اور نامرادیوں سے پاک ہوجائے اگر صبر کی تکلیف نہ اٹھائی جائے تو کم از کم غور و فکر ہی سے مدد لے کر معاملات کو آسان بنایا جاسکتا ہے۔ مثلاً" جب کسی سے بدی سرزد ہو تو اس کے اسباب پر غور کریں' اور جب انتقام کا جذبہ ہمارے دل میں پیدا ہو تو اس کے انجام و عواقب کو پہلے سوچ لیں صرف ان دو باتوں پر عمل کرنے سے بڑی حد تک انتقام کی آگ سرد ہوجائے گی اور ہمارے قلوب بغض و عداوت کی آلودگیوں سے نجات پاجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو جسمانی' مالی یا علمی طاقت یا حکومت عطا کی ہے تو اس عطیہ خداوندی کو انتقام اور ایذا رسانی میں صرف کرنا اس کی بدترین توہین ہے جس سے ہر شکر گزار بندے کو اجتناب کرنا چاہئے۔

بلوچستان کا ذکری مذہب ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے خلاف کھلی جارحیت

پروفیسر ادریس مفتی.....اسلام آباد

ذکری مذہب کے ایک لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ تک پیروکار بلوچی قبائل جو مکران ڈویژن کے علاوہ کراچی تک کی وسعتوں میں دین اسلام کے خلاف کھلی جارحیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں آج بھی اپنے باطل عقائد اور خودساختہ شریعت کے باوجود حکومت پاکستان کے لئے آزمائش بنے ہوئے ہیں۔ ۱۰۱۰ھ میں ملا محمد اٹکی کی دعوت سے وجود میں آنے والا "مرتدین" کا یہ گروہ اپنا الگ کلمہ' الگ نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ حتیٰ کہ قرآن مجید کے متوازی اپنی الگ مقدس کتاب "البرہان" کو لاگو اور نافذ کئے ہوئے ہے۔ نماز کو ایک خاص ذکر قرار دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ اپنے مقرر کردہ باطل نصاب کے مطابق اپنے مذہبی ائمہ "ملائی" کو دیتے ہیں۔ شرعی روزہ نہیں رکھتے اور تربت شہر کے مشرق میں واقع کوہ مراد کا ہر سال ۲۷ رمضان المبارک کو باقاعدہ حج کیا جاتا ہے۔ جنابت کا غسل نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے مردوں پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ البرہان کے علاوہ سیر جھائی' در وجود' در صدف اور حقیقت نور پاک و سفرنامہ مہدی ذکری مذہب کی مقدس کتابیں آج بھی اسلامیان پاکستان کی غیرت ایمانی پر پردہ ڈالے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اس پر تمام جید علماء کرام کا اتفاق ہے کہ ذکری مذہب باطل اور اس کے پیروکار غیر مسلم اقلیت ہیں۔ بلوچستان کی شرعی کورٹ نے پہلے سے ہی ان کو (Non Muslim) قرار دیا ہے اور دیگر مسلمان شہریوں کے ساتھ ان کے نکاح کو ناجائز اور قانوناً" غلط ہونے کا فیصلہ بھی سب کے سامنے ہے۔ مگر،

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

سیاسی مفادات کے تحفظ کی خاطر ہماری حکومتیں اس مسئلے سے صرف نظر کئے ہوئے ہیں۔ قومی اسمبلی کی فلور پر اس سنگین مسئلے کی طرف جب بے نظیر حکومت کی توجہ مبذول کرائی گئی تو نتیجہ ندارد والی بات ہوئی حسب روایت

باقی صفحہ ۲۵ پر

فتنہ مغربیت اور نسل نو

حافظ رضوان احمد ' کراچی

نوجوانو یاد رکھو! جب عریانی و فحاشی کو ثقافت کا حسن سمجھ کر اپنا لیا جائے تو ایسی قوم غیرت و حمیت کھو بیٹھتی ہے اور ذلت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ ہماری ترقی کا راز مغربی تہذیب کی اندھی تقلید میں نہیں ہے بلکہ اسلام کی اعلیٰ ترین اخلاق اقدار کو اپنانے میں ہے

کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقی میں سب سے بڑا ہاتھ اس ملک کے نوجوان نسل کا ہوتا ہے۔ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں بھی نوجوان نسل کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ قیام پاکستان کے وقت بھی بانی پاکستان' شاعر مشرق اور دوسرے رہنماؤں نے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت پر بڑا زور دیا۔ بانی پاکستان نے ایک موقع پر فرمایا "نوجوانوں اس طرح رہو کہ کوئی تمہیں گمراہ نہ کرسکے اپنی صفوں میں اتحاد اور مضبوطی پیدا کرو"۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دشمنان اسلام نے نوجوانوں کی طاقت کو توڑنے کے لئے' ان کے دلوں سے محبت مٹانے کے لئے پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے' اس کی صفوں میں پھوٹ ڈال دی مسلم دنیا کے نوجوانوں کو قومیت' ذات پات' رنگ و نسل کے جھگڑوں اور عیش و آرام میں الجھا دیا۔ انہیں مذہب سے دور کرنے کے لئے ان کی رگوں میں ٹی وی' وی سی آر اور ڈش انٹینا کا مہلک زہر بھرا جا رہا ہے۔ ان کے ذہنوں کو غیر اخلاق لٹریچر سے تباہ کیا جا رہا ہے۔ اور آج اگر ہم پاکستان میں بننے والی فلموں کو دیکھیں تو وہ بے شرمی' بے حیائی اور بیہودگی کا مجموعہ ہیں۔ آج پاکستان میں کھلے عام غیر اخلاقی فلموں کا کاروبار ہو رہا ہے۔ جگہ جگہ سینما ہال نظر آرہے ہیں جن میں کھلے عام بلیو فلمیں چلتی ہیں جنہیں دیکھنے کے لئے ہمارا نوجوان بڑے شوق سے جاتا ہے۔ لیکن کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں حتیٰ کہ حکومت بھی اس اہم مسئلے کی جانب سے منہ موڑے بیٹھی ہے۔ ان فلموں کا یہ اثر ہوا کہ ہمارا نوجوان مذہب سے دور ہوگیا ہے اور مغربی رنگ میں رنگتا جا رہا ہے۔ وہ یہ سمجھنے لگ گیا ہے کہ جو کچھ اہل مغرب کر رہا ہے وہ لائق تقلید ہے اور یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ جسکی وجہ سے آج کا نوجوان مضطرب ہے۔ کیونکہ وہ صراط مستقیم سے بھٹک رہا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جسکے نوجوانوں کی خودی صورت فولاد

نوجوانو! آج تمہاری اسی خودی کو ختم کرنے کے لئے دشمنان اسلام تمہیں مذہب سے دور کر رہے ہیں۔ پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں اس ملک کی بنیادوں کو جس کو قائم کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے ماؤں نے بہنوں نے جانی اور مالی قربانیاں دیں۔ اپنے لہو سے اس چمن کی آبیاری کی بقول شاعر۔

سائے میں بیٹھی اس نسل کو معلوم نہیں
دھوپ کی نظر ہوئے پیڑ لگانے والے

نوجوانو! ہمیں اس پیڑ کو بچانا ہے۔ اس کے سائے میں ہماری نسلوں کو زندگی گزارنا ہے۔ ہمیں اس معاشرے کو ٹی وی' وی سی آر اور ڈش انٹینا جیسی لعنتوں سے پاک کرنا ہے۔ ہماری روح کی غذا موسیقی نہیں بلکہ ذکر اللہ ہے۔ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ آج ہر جگہ موسیقی کا جال بچھا ہوا ہے۔ روزنامہ جنگ ۲۷ اپریل بروز اتوار کے پرچے میں ایک صاحب نے لکھا ہے کہ "نوجوانوں کے میوزک پروگراموں پر تنقید ہر طرف کچھ زیادہ ہی دیکھائی دیتی ہے۔ مجموعی کارکردگی اگر ان نوجوانوں کے میوزیکل گروپ کی دیکھی جائے تو یہ نوجوان حب الوطنی کے جذبے کو اجاگر کرنے میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو ۲۱ ویں صدی کے تقاضوں کو ہم آہنگ کرنے کے بھی دعوے طمطراق سے کر رہے ہیں ان حالات میں بین الاقوامی حالات سے بھی ہمارا معاشرہ ضرور متاثر ہوگا۔ لہٰذا ہمیں اس پروگراموں کے مثبت پہلوؤں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

نوجوانوں ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر بتاؤ کہ جس کام سے اللہ اور اس کا رسولؐ ناخوش ہیں اس میں فلاح کی راہ ممکن ہے؟ کیا طبلہ اور سارنگی بجا کر ہم ۲۱ ویں صدی میں داخل ہوسکتے؟ نوجوانوں کیا اسی کام کے لئے ہم اس دنیا میں آئے ہیں؟ موسیقی سے متعلق تو واضح احکامات موجود ہیں آپؐ نے فرمایا

"راگ دل میں نفاق اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے"

ایک اور حدیث ہے کہ "بے شک میری امت میں سے کئی اقوام ایسی ہوں گی جو خنزیر' ریشم اور آلات موسیقی کو حلال کرلیں گی"

ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ

"میری امت میں سے بعض لوگ زمین میں غرق ہوں گے اور ان کی صورتیں بھی مسخ

ہوں گی یہ عذاب تب ہوں گے جب گانے والی عورتیں اور آلات موسیقی ظاہر ہوں گے"

ان احادیث کے بعد اب موسیقی سے بحث فضول ہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ ان ۵۰ برسوں میں کسی حکومت نے اس جانب کوئی توجہ نہ دی۔ جبکہ موجودہ دور میں تو یہ مرض عام ہے اور پاکستان میں تو F.M کے نام سے جو چینل شروع ہوا ہے اس نے مزید بربادی مچائی ہوئی ہے دن رات گانے نشر ہوتے رہتے ہیں۔ البتہ اذان کے اوقات میں اذان ضرور سنائی جاتی ہے (اور اس کے بعد.....)

نوجوانوں یہ سب مغرب کی بچھائی ہوئی جالیں ہیں وہ جالیں جس میں پھنس کر تباہی اور بربادی ہمارا مقدر ہوں گی۔ مغربی تہذیب نو نے انسان کو "ہوائے نفس" کا بندہ بنا لیا ہے۔ وہاں کا نوجوان آج اپنی تمام تر مادی ترقی آسائشوں اور راحتوں کے باوجود مضطرب ہے۔ نوجوانوں دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں۔ جو دوزخ انہوں نے بنائی تھی وہ تو خود اس میں جل رہے ہیں اس میں ہماری فلاح کیسے ممکن ہے؟ ہماری بھلائی تو صرف دین اسلام ہے۔ وہ تو خود ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں غرق ہیں۔ ہمیں تو انہیں ان پستیوں سے نکالنا ہے تاکہ خود پستیوں میں جا گریں۔ نوجوانوں یاد رکھو جب ناچ گانے اور عریانی وفحاشی کو ثقافت کا حسن سمجھ کر اپنا لیا جائے تو ایسی قوم غیرت و حمیت اور محنت کھو بیٹھتی ہے اور ذلت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ آج نوجوانو! تم ہی نے اس اسلامی معاشرے کو بھارتی ثقافت سے پاک کرنا ہے ہمیں بیوروکریٹ، سائنٹسٹ، انجینئر، ڈاکٹر، سیاست دان اور تاجر سب بننا ہے لیکن اسلامی اصولوں کے عین مطابق بننا ہے۔ ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں ایک ایک سنت کو زندہ کرنا ہے۔ تمام شعبوں کو اسلام کے تابع بنانا ہے۔ ہمارا قبلہ حاجات امریکہ نہ ہو بلکہ ہمارا عقیدہ ختم المرسلین فخرالرسل سیدنا محمدؐ کی پاک ذات۔ ہماری ترقی کا راز مغربی تہذیب کی اندھی تقلید میں نہیں ہے بلکہ اسلام کی اعلیٰ ترین اخلاق اقدار کو اپنانے میں ہے۔ یاد رکھئے! اگر ہم نے ان اخلاقی اقدار اور تعلیمات کو اپنا لیا تو دنیا میں ہماری طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکے گا۔

○

بقیہ : ذکری مذہب

جس کام کو معرض التواء کرنا ہے کمیٹی بنادی جاتی ہے یونہی ذکریوں کے مستقبل کی حیثیت کا فیصلہ کرنے کے لئے کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا آج تک کوئی پتہ معلوم نہیں ہوسکا۔ بلیدی اور گچکی دو ریاستوں کے سرکاری مذہب ہونے سے پروان چڑھنے والا یہ باطل فرقہ جس کے خلاف رئیس قلات نصیر خان نوری نے وسیع پیمانے پر منظم جہاد کرکے ۱۰۳۶ھ سے ۱۱۸۸ھ تک ۱۵۰ سالہ ذکری اقتدار کا خاتمہ کیا لیکن آج اس کے لئے قانون جہاد کی اشد ضرورت ہے اگر ایسا نہ کیا گیا تو کچھ بعید نہیں کہ دینی غیرت ایک بار پھر کوئی آتش فشاں اگل دے اور حالات سرکار کی دسترس سے باہر ہوتے جائیں۔ ربیع الاول کی سعادتوں سے بہرہ مند ہونے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نبوت کے باغیوں کا ساتھ چھوڑنے کا اعلان کیا جائے اور عملاً اس کا ثبوت بہم فراہم کیا جائے تاکہ ہم عنداللہ بھی سرخرو ہوسکیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب سرزمین عرب کو ارتداد کے طوفان نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفتہ الرسولؐ نے نہایت پامردی ایمانی جذبے اور ملی غیرت کے ساتھ اس سازش کا قلع قمع کرکے ملت اسلامیہ پر عظیم احسان فرمایا یہ وہ زمانہ تھا جب قریش اور ثقیف دو قبیلوں کے علاوہ پورا خطہ دین محمدیؐ سے بغاوت کرچکا تھا مدینہ منورہ کا علاقہ بھی مرتدین کے حملے کے خطرے سے باہر نہ تھا عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم پر ایک ایسا وقت آیا تھا اگر اللہ تعالیٰ بروقت ابوبکرؓ کو کھڑا نہ کرتا تو ہماری ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی تھی ہم نے اس پر اتفاق کرلیا تھا کہ اونٹ کے بچے (زکوۃ کے جانور) کے بارہ میں ہم جنگ نہیں کریں گے اور مدینہ میں رہ کر اللہ کی عبادت جو کچھ بن پڑے گی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا وقت آجائے لیکن ابوبکرؓ اڑ گئے اور مرتدین کی ذلت و خواری اور ان کے فتنہ کے سدباب سے کم کسی چیز پر رضامند نہ ہوئے۔" (بحوالہ اصلاحیات مؤلفہ مولانا سید ابوالحسن ندوی" ص ۳۹)

جناب میاں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان نے اعلان کیا تھا کہ ہم اقتدار میں آکر خلفاء راشدین کا نظام نافذ کریں گے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ میاں صاحب اپنے وعدوں کی تکمیل فرماکر قوم و ملت کے ساتھ عنداللہ و عندالرسول بھی سرخرو ہوں اور خلفاء راشدین کے سرخیل اور خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ کی طرح بلا جھجک اور بلاخوف و خطر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کا مکمل اظہار اس طرح کریں کہ ناموس رسالتؐ کے خلاف سر اٹھانے والی ہر سازش کا مردانہ وار منہ توڑ جواب دیں اور کسی سیاسی، سماجی یا اقتصادی دباؤ کو خاطر میں نہ لائیں شاید یہی جناب وزیر اعظم صاحب کی نجات کا وسیلہ ہوسکے

وما علینا الا البلاغ

○

مولانا محمد اشرف کھوکھر

خان محمد کمتر

ایک عظیم شخصیت' ایک عظیم نعت گو شاعر

شاعری انسان کے قلبی جذبات کو خوبصورت الفاظ کا پیرہن پہنانے کا نام ہے۔ زمانہ قدیم سے شعرو شاعری کو موثر ذریعہ کلام سمجھا جاتا رہا ہے' امت مسلمہ میں بھی بہت سے شعراء کرام گزرے ہیں جنھوں نے امت مسلمہ کے صلاح و فلاح کے لئے اپنی شاعری کے ذریعے دین اسلام کے ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

مختلف زبانوں میں شعراء نے اپنے پیغام کو' اپنے نظریئے' جذبات اور احساسات کو لوگوں تک پہنچایا۔

برصغیر پاک و ہند میں بولی جانے والی زبانوں میں سرائیکی زبان ایک قدیم زبان سمجھی جاتی ہے اور تقریباً" برصغیر پاک و ہند کے اکثر و بیشتر حصوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اب بندہ سرائیکی زبان کے ایک عظیم نعت گو شاعر کے حالات و واقعات' رسول آخرین محمد عربی ﷺ سے عشق و محبت' صحابہ کرامؓ اور اہل اللہ سے وابستگی کو نہایت اختصار سے بیان کرنے کی جسارت کرتا ہے۔

جناب خان محمد کمتر رحمتہ اللہ علیہ ضلع میانوالی کے قصبہ پپلاں میں ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بختاور مرحوم مسلم شیخ قوم کے چشم و چراغ تھے آپؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں پپلاں میں حاصل کی اور مڈل کا امتحان پاس کیا۔ آپؒ کے خاندان کا شمار نیک لوگوں میں ہوتا تھا' یہی وجہ تھی کہ آپ کو دین سے گہری دلچسپی تھی۔ بچپن ہی سے شعروشاعری کا شوق تھا' اس لئے اپنے اسکول کی ادبی تقاریب میں نمائندگی کرتے تھے۔ آپ نے اپنے استاد جناب محمد عبداللہ خان بشر جو کہ اردو شعراء میں منفرد مقام رکھتے تھے سے شعرو شاعری کے قواعد و ضوابط سیکھے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد فوج میں آٹھ سال تک ملازمت اختیار کی۔ حوالدار کے عہدہ پر فائز رہے اور گورنمنٹ سے فنی مہارت کے بہت سے انعامات اور تحفے حاصل کئے۔ قیام پاکستان کے ایک ماہ قبل واپس پاکستان آئے' آپ خودار اور پارسا اور بے لوث انسان تھے۔ خودداری کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد احباب جب یہ کہتے کہ آپ حکومت پاکستان سے تمغے کے حصول پر اپنے جائز حقوق حاصل کریں تو مرحوم ان کو یہ جواب دیتے تھے کہ "اللہ ہر ایک کا رازق ہے اور وہی سب کو پالنے والا ہے" میں حکومت کے سامنے کیوں ہاتھ پھیلاؤں؟ کچھ عرصہ تجارت کا پیشہ اختیار کیا لیکن آپ کی آزاد طبیعت نے زیادہ دیر جاری رہنے نہ دیا۔ اس کے بعد فن موسیقی کی طرف متوجہ دیکھ کر خاندان کے بزرگوں نے رسول آخرین محمد عربی ﷺ کی شان میں نعت گوئی اور عظمت صحابہؓ بیان کرنے پر لگادیا۔

سب سے پہلی نظم آپؒ نے رمضان المبارک میں امت مسلمہ پر نازل ہونے والی برکات کے بارے میں پڑھی پہلا شعر کچھ یوں ہے

سجے دم جیسوں یاد کریسوں برکتاں ماہ رمضان دیاں
امت نبی تے نازل ہویاں رحمتاں رب رحمان دیاں

"یعنی جب تک زندہ رہیں گے رمضان المبارک میں نازل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو یاد کرتے رہیں گے۔"

اس روز کے بعد آپ نہ صرف پپلاں میانوالی بلکہ بتدریج سرائیکی زبان بولنے اور سمجھنے والے ایک دوسرے سے ملحق اضلاع مثلاً" بھکر' لیہ' سرگودھا' ملتان' ڈی آئی خان' ڈی جی خان' بہاولپور اور اس طرح پنجاب میں شہرت پہ شہرت حاصل کرتے چلے گئے۔

ایک مرتبہ میانوالی کے ایک شہر کالا باغ میں جناب حاجی غلام مصطفیٰ اور ان کے دیگر ساتھیوں کی دعوت پر تشریف لے گئے تو علماء حق سے مولانا دوست محمد قریشیؒ' علامہ ڈاکٹر خالد محمود' مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ اور قائم الدین عباسیؒ سے ملاقات ہوئی ان کے مشورہ پر تنظیم اہل السنت پاکستان میں شمولیت اختیار کرلی اور پھر پاکستان کے چپے چپے میں شان رسول مقبولؐ اور مدح صحابہؓ کے زمزمے سناتے اور گاتے رہے۔

آپؒ کے بھائی جان محمد کے بقول ۱۹۵۶ء میں ضلع بھکر میں ڈگر اولکھ میں ایک مرتبہ دعوت پر تشریف لے گئے تو لوگوں کے ہجوم کو دیکھ کر خواہش ظاہر کی کہ یہاں دین اسلام کی شمع روشن کرنے کے لئے ایک دینی مدرسہ ہونا چاہئے' اسی وقت ہزاروں روپے جمع ہوگئے' آپؒ نے زمین کا قطعہ خرید کر مدرسہ قائم کیا جو تاحال مدرسہ عربیہ سلطان پور کمتر آباد کے نام سے دین کی شمع روشن کئے ہوئے ہے۔

کمتر مرحوم کی مقبولیت کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ کروڑ لعل عیسن کے ایک قصبہ شینہ والا میں عرصہ دراز سے ایک سالانہ کانفرنس ہوا کرتی ہے (جو امسال ۸۳ ویں سالانہ کانفرنس تھی) تمام اکابرین علماء کرام جن

میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا احسان احمد شجاع آبادی، مولانا لال حسین اختر رحمہم اللہ تشریف لاتے رہے یہی وجہ ہے کہ قصبہ ٹھینڈ والا کے لوگ مذہب سے لگاؤ رکھتے ہیں تو بہرحال کمتر مرحوم ٹھینڈ والا کی سالانہ کانفرنس پر تشریف لائے تو علاقہ کے لوگوں نے بستی کھوکھر آباد سے ملحق ۱۲ ایکڑ زمین بطور عطیہ کے دی، وہاں مرحوم نے ایک باغ اور لگایا جو تاحال موجود ہے۔

۱۹۸۰ء میں ٹھینڈ والا کی سالانہ کانفرنس کی تاریخ قریب تھی اپنے بھائی جان محمد کو پیلپاں سے خط لکھا کہ میں انشاء اللہ ملتان سے ہو کر اس کانفرنس میں شرکت کروں گا۔ دو تین دن بعد ملتان سے ڈیرہ اسماعیل خان جامعہ نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان استاذی مولانا علاؤ الدین صاحب مدظلہ کے ہاں تشریف لے گئے، طبیعت کچھ ناساز ہو گئی اپنے گھر پیلپاں تشریف لائے تو اچانک دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا، یوں قوم کا یہ عظیم فرزند ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دنیا فانی سے رخصت ہو کر اپنے مالک حقیقی سے جاملا

انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی نے پڑھائی اور اس طرح ایک عظیم اجتماع نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور پرنم آنکھوں سے ایک نعت گو شاعر، عظیم شخصیت کو آخری آرام گاہ تک پہنچایا۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

جناب خان محمد کمتر مرحوم لاولد اس دنیائے فانی سے مالک حقیقی سے جاملے۔ آپ کی ایک یادگار دیوان کمترؒ ہے جو مختلف عنوانات پر مشتمل سینکڑوں نظموں پر مشتمل ہے۔ آپؒ کا چیلنج تھا کہ کوئی مائی کالال میرے کلام میں سے قرآن و سنت کے خلاف کوئی ایک شعر بھی تلاش نہیں کرسکتا۔

جناب خان محمد کمتر رحمتہ اللہ علیہ کی ختم نبوت کے حوالے سے ایک نظم ملاحظہ فرمائیں:

کونین وچ ختم نبوت مصطفیٰؐ دی شان ہے
بعد اس دے جو دعویٰ کرے کذاب ہے شیطان ہے

صدیقؓ دے دور خلافت وچ اٹھے جتنے نبی — یک لخت اوتھہ تیغ تھئے ساراں دی گت تبڑدی گئی
تاریخ داناں توں پچھو جھوٹاں دا کیا میزان ہے
انگریز دا خود کاشتہ پودا غلام احمد تھیا — آیا فرنگی پالتو اسلام دی چادر چھکا
بہروپیاں دے روپ وچ آیا اے بے ایمان ہے
جھوٹا نبی اسلام وچ مرتد ہے مردود ہے — ذریت جنیدی ناپاک اج ربوے دیوچ موجود ہے
جیندے طفیلوں ملک وچ کتنا تھیا نقصان ہے
مرزے دے ہر کردار دی اسلام وچ تردید ہے — کافر ہے اس کافر دی جو کروا کھڑا تائید ہے
ہر جا ایہو اس ملک وچ تنظیم دا اعلان ہے
ختم رسلؐ سائیں مصطفیٰ دا اے وڈا گستاخ ہے — مائی فاطمہؓ دا بے ادب حسنینؓ دا گستاخ ہے
بدبخت پڑھ کر بھل گیا اللہ دا فرمان ہے
منکر جیرھا ختم نبوت دا وڈا دجال ہے — مردود تھی کے مرگیا حالوں تھیا بے حال ہے
دعویٰ میڈا لاریب ہے تائید وچ قرآن ہے
کمتر سمجھ بدبخت تے تیڈی نظم ہے بے اثر — ختم نبوت دا جھیڑا منکر اوندی تردید کر
مومن اتے کافر کیتنے تیڈی نظم پہچان ہے

(خان محمد کمترؒ)

بقیہ: شاہکار جھوٹ

پچاس الماریاں کتابیں لکھ کر چار دانگ عالم میں پھیلا چکے تھے۔ (تریاق ص ۱۰ خزائن ص ۱۵۰ ج ۱۵) پھر گمنامی کیسی؟

نیز ستارہ قیصریہ اور تحفہ قیصریہ نامی دو مستقل رسالے لکھ کر ملکہ برطانیہ کی خدمت میں پیش کرچکے تھے کیا اب بھی آپ غیر معروف ہی رہے تھے؟ صاحب اس سے بڑھ کر کذب بیانی اور جھوٹ کی مثال ممکن ہے جس کی جسارت صرف مرزا صاحب ہی کرسکتے ہیں۔ اور کوئی جرات نہیں کرسکتا۔

REGD. NO.

فرما کر یہ بتادی
لا نبی بعدی

ختم نبوّت کانفرنس

سولہویں سالانہ
دو روزہ

۲ ، ۳ اکتوبر ۹۷ء بروز جمعرات ، جمعہ
۲۹ ، ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ

مسلم کالونی ربوہ
صدّیق آباد

زیر سرپرستی :
مخدوم المشائخ
حضرت مولانا
خان محمّد صاحب
مدظلہ
امیر
عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت

علماء مشائخ
سیاسی قائدین
دانشور اور وکلا
خطاب فرمائیں گے

کانفرنس میں عصر تا مغرب فتنۂ قادیانیت کے متعلق سوال و جواب کی محفل منعقد ہوگی جس میں ہر شخص کو تحریری سوال کرنے کی اجازت ہوگی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب جواب دیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت پاکستان ملتان

فون : ملتان : ۵۱۴۱۲۲
کراچی : ۷۸۰۳۳۷